اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

”دین کی ضروری باتیں“ (part 03c)

والدین کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“ part 01,02** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت (ability) ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنّی عالم / سُنّی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے (beleives) سیکھنے سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

154 ”بزرگوں کی زبان“

ایک شخص نے ”بابا فرید“ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی: میری کئی لڑکیاں ہیں جن کی شادی کے اخراجات (expenses) اٹھانا میرے بس میں نہیں۔ یہ سُن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مٹی کا ایک ٹکڑا اُٹھایا، سورۂ اخلاص (یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ مکمل سورت) پڑھ کر دم کیا جس سے وہ مٹّی سونا (gold) بن گئی۔ آپ نے اُسے سونا دے کر فرمایا: اسے لے جاؤ اور اپنی لڑکیوں کی شادی کرو۔ اُس آدمی کے دل میں لالچ پیدا ہو گئی کہ سونا بنانے کا طریقہ پتا چل گیا۔ اُس نے گھر پہنچ کر بہت ساری مٹی جمع کی اور سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کیا مگر جب وہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا اور تھوڑی سی مٹی بھی سونا نہیں بنی تو اُس نے اپنے ایک دوست کو ساری بات بتا دی۔ دوست سمجھدار (sensible) تھا کہنے لگا: **بھائی! ”سورۂ اخلاص“ تو وہی ہے مگر ”بابا فرید صاحب“ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان کہاں سے لاؤ گے؟** (انوار الفرید، ص۳۰۰ ملخصاً)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ کریم کے نیک بندے اپنی زبان کو گناہوں سے بچاتے اور نیکیوں میں استعمال کرتے ہیں، اسی لیے اللہ کریم اُن کی زبان میں اثر (effect) پیدا فرما دیتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ نیک بندوں کی طرح اپنی زبان کو گناہوں سے بچائیں اور نیکیوں میں استعمال کریں۔

تَعَارُف(Introduction):

بابافرید صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ569ھ یا 571ھ مطابق 1175ء میں پیدا ہوئے (سیر الاولیاء مترجم، ص۱۵۹، انوارالفرید، ص۴۸،۴۲)۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قرآن پاک حفظ(یعنی یاد) کرنے اور ابتدائی تعلیم(early education) حاصل کرنے کے بعد ملتان آگئے اور وہاں قرآن و حدیث، فقہ(یعنی دینی مسائل) اور کئی شرعی علم حاصل کیے (خزینۃ الاولیاء، ج۲، ص۱۱۰، مُلخصاً)۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال،5 محرمُ الحرام664ھ مطابق 17 اکتوبر1265ء کو ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار پنجاب(پاکستان) کے شہر پاکپتن شریف میں ہے۔(فیضان بابا فرید گنج شکر، ص۹۶ تا۹۸)

اللہ کے ولیوں کی شان:

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ کریم فرماتا ہے: **ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ** یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت(bad luck) نہیں رہتا۔ (صحیح مسلم، الحدیث:۲۶۸۹، ص۱۴۴۴، مُلتقطاً)

----

155 ”پتھر روٹی بن گئے!“

حضرت احمد کبیر رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بھانجے(یعنی بہن کے بیٹے) حضرت عبد الرحمٰن رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایسی جگہ چھپ کر بیٹھا تھا کہ جہاں سے میں اپنے ماموں امام رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھ کر ان کی باتیں سن سکتا تھا کہ اچانک(suddenly) اوپر سے ایک آدمی زمین پر آگیا اور آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مشرق(east) سے آنے والے کو خوش آمدید(well come)، اس نے عرض کی: بیس(20) دن سے میں نے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے میں چاہتا ہوں آپ مجھے میری پسند کا کھانا کھلائیں، آپ نے فرمایا: تم کیا کھانا چاہتے ہو؟ اس نے نظر اٹھائی تو پانچ مُرغابیاں(wildfowl) ہوا میں اڑ رہی تھیں اس نے کہا: مجھے ان میں سے ایک بھنی ہوئی(fried) مُرغابی، گندم(wheat) کی دو(2) روٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا ایک(1) جگ دے دیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان مُرغابیوں کو دیکھا اور فرمایا: فوراً اس آدمی کی بات پوری کر دو! ابھی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ ان میں سے ایک بھنی ہوئی مُرغابی(fried wildfowl) آپ کے پاس آگئی، پھر آپ

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے قریب پڑے ہوئے دو(2) پتھروں کو اُٹھا کر جیسے ہی اس کے سامنے رکھا تو وہ فوراً بہترین آٹے کی دو (2) روٹیاں بن گئے، پھر ہوا میں ہاتھ اوپر کیا تو لال رنگ کا پانی سے بھرا ہوا جگ آ گیا اس کے بعد اس نیک آدمی نے کھانا کھایا اور پھر جس طرح آیا تھا اُسی طرح واپس چلا گیا، اُس کے جانے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمام ہڈیوں (bones) کو الٹے ہاتھ میں لیا اور ان پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: اے ہڈیو، مل جاؤ! اللہ کریم کے حکم سے اور بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی برکت (blessing) سے اُڑ جاؤ۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہڈیاں زِندہ مُرغابی بن گئیں اور وہ مرغابی ہوا میں اُڑنے لگی۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج۱، ص۴۹۴، ملخصًا)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ کریم نے اپنے ولیوں کو ایسی طاقت دی ہے کہ وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جو عام آدمی نہیں کر سکتا۔ دنیا کی چیزیں ان کے حکم پر چلتی ہیں وہ جس کام کا ارادہ (intention) کرتے ہیں اللہ کریم اپنی رحمت سے اُسے پورا فرما دیتا ہے۔

تَعَارُف (Introduction):

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام "احمد بن علی" ہے۔ آپ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے صرف سات (7) سال کی عمر میں قرآنِ پاک یاد کر لیا، صرف بیس (20) سال کی عمر میں بہت سارا علمِ دین حاصل کر لیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں جان شیخ منصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اہم دینی علم بھی حاصل کرنے لگے (فیضان احمد کبیر رفاعی، ص ۱ تا ۶ ملخصاً)۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلہ **"رفاعی"** کو شروع کرنے والے ہیں (الاعلام للزرکلی، باب الرفاعی، ج۱، ص۱۷۴)۔ ۲۲ جمادی الاولی ۵۷۸ھ کو ظہر کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہوا۔ (فیضان احمد کبیر رفاعی، ص۳۱)

اللہ کے ولیوں کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: **اَدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ** یعنی اپنے مُردوں کو نیکوں کے درمیان دفن (buried) کرو۔ (کنز العمال، الحدیث ۴۲۳۶۴، ج۱۵، ص۲۵۴)

---

156 ”اَوْلِیائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے مزار اور عرس“

مزار شریف (یعنی اللہ کے ولی کی قبر) اور اس کی حاضری:

{1} ولیوں کے مزارات پر حاضری دینا برکت والا (blessed) کام ہے۔ (بہار شریعت، ج۱، ح۱، ص۲۷۵، مُلخصاً)

{2} انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَوْلِیائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے مزارات کے ساتھ مسجد بنانا تاکہ لوگ ان کے مزارات پر آئیں، یہ مسلمانوں کی پُرانی عادت ہے۔پہلے کی اُمّتوں (nations) میں اصحاب کہف گزرے ہیں۔ یہ مسلمان بلکہ اَوْلِیائے کِرام تھے، غیر مسلم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لیے ایک غار (cave) میں چلے گئے، وہاں سوئے تو اُن کو موت آگئی اور تین سو (300) سال سوتے رہے پھر مسلمان بادشاہ کی حکومت میں یہ جاگے اور ان کے واقعے سے غیر مسلموں کو پتا چلا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی مل سکتی ہے اور مسلمان جو قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کی بات کرتے ہیں، وہ صحیح ہے۔ (صراط الجنان ج۵، ص۵۴۰ تا ۵۴۱ ماخوذاً) پھر یہ سب دوبارہ سو گئے یعنی انتقال کر گئے تو لوگ آپس میں مشورہ کرنے لگے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: انہوں نے کہا ”ہم ضرور ان کے قریب ایک مسجد بنائیں گے“۔ (ترجمہ کنزالعرفان) (پ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ: یہ مسجد اس لیے بنائیں گے کہ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان اَوْلِیائے کِرام کی برکتیں (blessing) حاصل کریں گے۔ (خازن، الکھف، تحت الآیۃ: ۲۱، ج۳، ص۲۰۶، مدارک، الکھف، تحت الآیۃ: ۲۱، ص۶۴۶، ملتقطاً)

{3} خود ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مزار شریف مسجد کے ساتھ ہے اور اُس پر ہرے رنگ کا خوبصورت گنبد بھی موجود ہے۔ نیز ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار شریف کی حاضری کی بہت زیادہ اہمیّت (importance) ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی (شعب الایمان، فضل الحج والعمرۃ، الحدیث ۴۱۵۹، ج۳، ص۴۹۰)۔ یہاں تک فرمایا: جس نے بیت اللہ (یعنی اللہ پاک کے گھر) کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی (یعنی میرے مزار پر نہ آیا تو) اس نے مجھ پر ظلم کیا (مَعَاذَ اللہ! یعنی اللہ کریم ہمیں اس سے بچائے) (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۸، ص۲۴۸)۔ حاجی (اور حاجیانی) کے

لیے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مزار شریف پر حاضری واجب کے قریب لازم ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰، ص ۷۶۳ مُلخصاً)

{4}اللہ کریم کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: میں نے تم کو قبروں کی زیارت(یعنی قبرستان وغیرہ جانے) سے منع کیا تھا تو اب محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی مجھ) کو اجازت دے دی گئی ہے(تو میں نے) اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو بے شک وہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔(ترمذی، کتاب الجنائز، ج۲، ص ۳۳۰، حدیث:۱۰۵۶)

{5}مزارات پر حاضری دینا بہت پرانا طریقہ ہے بلکہ خود ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہر سال جنگِ اُحُد میں شہید(یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہونے والوں کے مزارات(یعنی قبروں) پر تشریف لاتے تھے۔(مصنف عبد الرزاق، کتاب الجنائز، ج۳، ص ۳۸۱، حدیث:۶۷۴۵، مُلخصاً)

اللہ کریم کے ولی کا عرس:

{1}بزرگوں کے عُرس میں قرآنِ پاک کی تلاوت ہوتی ہے، اللہ پاک کا ذکر ہوتا ہے، نعت خوانی اور اور اس کے علاوہ(other) دیگر نیک کام ہوتے ہیں پھر ان سب کا ثواب مزار والے بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے۔

{2}اَوْلِیَائے کِرام(رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم) کا عُرس منانا(یعنی سالانہ نیاز وغیرہ کرنا) اور اُن کو ثواب پہنچانا جیسے: فاتحہ دلانا، قرآن پڑھنا اور نعت خوانی کرنا وغیرہ سب ثواب کے کام ہیں(بہار شریعت، ج۱، ۷۷۲ مُلخصاً)۔ لھذا عُرس بہت برکت والا(blessed) کام ہے۔

یاد رہے! عرس میں کسی قسم کا ناجائز کام نہیں ہونا چاہیے۔ جو ناجائز کام کرتے ہیں، وہ بہت غلط کرتے ہیں، جہاں ناجائز کام ہو رہے ہونگے، ہم وہاں نہیں بیٹھیں گے اور اس طرح کے ناجائز کاموں سے اَوْلِیَائے کِرام کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جیسا کہ امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ایک سوال کا جواب کچھ اس طرح دیا: بزرگانِ دِین کے عرسوں میں جو ناجائِز کام ہوتے ہیں(مثلاً ڈھول بجانا، بے پردہ عورتوں اور مردوں کا ایک ساتھ ہونا، ناچنا وغیرہ) ان سے اَوْلِیَائے کِرام کو تکلیف

(trouble)ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِن حضرات نے بھی لوگوں کی طرف تَوَجُّہ (attention) کم فرمادی ہے ورنہ پہلے جس طرح ان کے مزارات سے برکتیں (blessing) حاصل ہوتی تھیں وہ اب حاصل نہیں ہوتیں!(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۳۸۳، مُلخصاً)

{3}سب لوگ ایک جگہ اونچی آواز سے قرآن شریف پڑھیں یہ ناجائز ہے۔ عرس وفاتحہ میں بہت سے لوگ زور زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو سب لوگ آہستہ پڑھیں۔(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراہیۃ، ج۵، ص۳۱۷ مُلخصاً)

{4}امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے برکت(blessing) حاصل کرتا ہوں اور اگر مجھے کوئی حاجت (یعنی ضرورت) ہوتی ہے تو اُن کے مزار پر آتا ہوں پھر دو(2) رکعت نماز پڑھتا ہوں اورانکی قبر کے پاس جاکراللہ کریم سے دعا کرتا ہوں تو میری ضرورت جلد پوری ہو جاتی ہے۔(ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، ج۱، ص۱۳۵، مُلخصاً)

{5}مزاروں پر پھول ڈالنا جائز ہے۔ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے درخت کی ایک تَر شاخ(fresh branch)لی اوراس کے دوحصّے(parts)کئے اور پھر ہر ایک قبر پر ایک حصّہ لگادیا،لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک (dry) نہ ہوں تب تک ان کے عذاب (punishment) میں کمی رہے گی۔(مشکوۃ المصابیح، کتاب الطھارۃ، ج۱، ص۸۱، حدیث:۳۳۸)

{6} اللہ کریم کے ولیّوں کی قبروں پر چادریں ڈالنا جائز ہے کیونکہ اس کی وجہ سے عام لوگوں کی نظر میں مزار شریف کی اہمیّت(importance) پیدا ہوتی ہے۔(شامی جلد۵، کتاب الکراہیت باب اللبس، جلد۶، ص۳۶۳ ماخوذاً)

---

157 ”ہاتھ کی طاقت ختم ہوگئی“

حضرت بَہاءُالدِّین زَکَرِیّا سُہرَوَرْدِی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلہ **”سہروردیہ“** کے بڑے بزرگ ہیں آپ اللہ کریم کے ولی ، بڑے زمیندار(landowner) اورتاجر بھی تھے دنیا کے کئی

ملکوں(countries)میں لوگ آپ کا مال لے کر جاتے تھے جس سے لاکھوں روپے آپ کے پاس آتے تھے، آپ بہت ہی سخاوت کرنے (یعنی غریبوں پر خرچ کرنے)والے تھے، آپ تجارت اور کھیتی باڑی (cultivation) سے حاصل ہونے والا تمام مال غریبوں فقیروں، مسافروں وغیرہ پر خرچ کر دیتے تھے۔(فیضان بہاء الدین زکریا، ملخصا)

ایک مرتبہ (once)حضرت بَہاءُالدِّین زَکَرِیّا سُہْرَوَرْدِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اپنے کمرے میں عبادت کر رہے تھے۔کچھ مُرید (disciples) بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک(suddenly) آپ اپنی جائے نماز سے اُٹھے اور رقم کی ایک تھیلی ہاتھ میں لے کر باہر نکل گئے۔مُرید بھی حیران (surprise) ہو کر آپ کے پیچھے چل پڑے،باہر آکر دیکھا کہ کچھ لوگ ایک غریب شخص کو اپنا دیا ہوا قرض(loan)مانگتے ہوئے اسے تنگ کر رہے ہیں اور اس شخص کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے قرض مانگنے والوں کو بلا کر فرمایا: یہ تھیلی لے لو اور جتنا اس شخص کا قرض(loan)ہے،اُتنا نکال لو۔ قرض مانگنے والے کے دل میں لالچ آگئی اور اس نے اپنے قرض سے کچھ روپے زیادہ لینے چاہے۔ فوراً اس کا ہاتھ خشک ہو گیا(یعنی ایک ہی جگہ رُک گیا،اب ہاتھ ہلانے کی طاقت نہیں رہی) چلّا کر بولا: حضور معاف فرمائیے، میں زیادہ لینے سے توبہ کرتا ہوں۔ فوراً اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ غریب شخص کا قرض ادا ہو گیا، وہ حضرت بَہاءُالدِّین زَکَرِیّا سُہْرَوَرْدِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو دعائیں دینے لگا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه مریدوں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: اللہ کریم نے مجھے اس شخص کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه ! اس کا قرض(loan)ادا ہو گیا۔(فیضان بہاء الدین زکریا، ص۴۲)

اس واقعے(incident)سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ اللہ کریم کے ولیوں کے سامنے اپنا دل بھی سنبھال کر رکھنا چاہیے یعنی کسی بُرے کام کا ارادہ (intention) بھی نہیں کرنا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ لالچ بُری بلا ہے اور اللہ کریم کے ولی غریبوں کی مدد کرتے ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ جب کسی کی پریشانی کا پتا چلے اور ہم اُس کی مدد کر سکتے ہوں تو اِس سے پہلے کہ وہ ہمیں مدد کا کہے، ہم اُس کی مدد کر دیں۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت بَہاءُ الدِّین زَکَرِیّا سُہر وَرْدِی قُرَیْشی ملتانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ ۲۷ رمضان المبارک 522 سن ہجری پنجاب میں پیدا ہوئے۔ (پیری مریدی کے) سلسلہ "سہروردیہ" کے بزرگ حضرت شِہَابُ الدِّین سُہر وَرْدِی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے آپ کو خلافت بھی دی (یعنی آپ کو اجازت دی کہ اب آپ دوسروں کو مرید کر سکتے ہیں)۔ آپ بہت زیادہ عبادت کرنے والے اور الله کریم کی مخلوق (creatures) کی خدمت (یعنی لوگوں کی مدد) کرنے والے تھے، آپ کا مزار شریف مدینۃُ الْاَوْلیاء (یعنی اَوْلِیائے کِرام کے شہر) ملتان میں ہے ہزاروں عاشقانِ رسول آپ کے مزار کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ (فیضان بہاء الدین زکریا، ملخصا)

الله کریم کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: بہت سے پراگندہ بال (یعنی جن کے بال درست نہ ہوں)، غبار آلود چہرے (یعنی چہرے پر مٹی ہو) اور پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ جن کو حقیر (یعنی چھوٹا) سمجھا جاتا ہے، (لیکن یہ لوگ) ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ الله کریم پر قسم کھائیں تو الله کریم اس (قسم) کو ضرور پورا کرے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، ج۵، ص۴۶۰، حدیث: ۳۸۸۰)

---

158 "بریلی سے مدینہ"

مدینے پاک میں رہنے والے حاجی محمد عارِف ضِیائی کہتے ہیں کہ ایک بار حُضور **قُطبِ مدینہ** مولانا ضِیاءُ الدِّین قادِری رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: میں ایک بار مدینے والے آقا صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ سلام عَرْض کرنے کے بعد جب واپس جانے لگا تو اچانک (suddenly) میری نظر پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جالیوں کی طرف چلی گئی تو مجھے جالیوں کے سامنے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نظر آئے۔ میں بہت حیران (surprise) ہوا کہ میرے پیر صاحب، امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ مدینے شریف میں ہیں اور مجھے معلوم تک نہیں۔ اب میں دوبارہ جالی شریف کے پاس حاضر ہوا لیکن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ مجھے نظر نہیں آئے تو میں پھر واپس جانے لگا، جاتے جاتے میری نظر پھر جالی شریف کی طرف گئی تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ وہیں

حاضِر ہیں، لہٰذا میں دوبارہ(again)جالیوں کے پاس آگیا لیکن اب بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موجود نہ تھے۔ تیسری بار(3^{rd} time) بھی اِسی طرح ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ راز کا(secret)مُعاملہ ہے، مجھے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس نہیں جانا چاہیے۔(بریلی سے مدینہ ص ۳تا۵ ملخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ کریم نے اپنے اَوْلیاء کو بہت طاقت دی ہے۔ وہ جب چاہیں، جہاں جانا چاہیں، جاسکتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ جہاں جس سے ملنے جانا چاہیں، اُس سے مل لیتے ہیں، کسی اور سے ملنے کی خواہش(desire)نہ ہو تو اسی جگہ کوئی دوسرا اُن سے نہیں مل سکتا۔

تَعَارُف(Introduction):

ولی کامل، عالِمِ دین، عاشقِ نبی، سلسلہ **"قادریہ"** کے بزرگ، کئی کتابیں لکھنے والے مُصَنِّف، ترجمہ قرآن کرنے والے مُفَسِّر، ہزاروں فتوے دینے والے مُفتی، حافظِ قرآن، کئی علوم میں ماہر(expert)، نیک و پرہیزگار مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت ہی بڑے عالم تھے، آپ نے دینی مسائل کے جو جوابات لکھے ہیں، جب انہیں جمع کیا گیا اور عربی وغیرہ کا ترجمہ کیا گیا تو وہ بائیس ہزار(22,000) سے بھی زیادہ صفحات (pages)بن گئے، دنیا کے مختلف ممالک(different countries)کے عُلَمائے کِرام نے آپ کو مُجَدِّد کہا یعنی آپ کو اتنا بڑا عالم کہا کہ سو(100)سال میں اتنے بڑے عالِم دین پیدا ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُن عُلَمائے کِرام میں سے ہیں کہ جن کی ساری زندگی مدینے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بیان کرتے ہوئے گزری اور آپ نے اُمّت(nation) کو شیطانی وسوسوں سے بچا کر عشقِ رسول کے راستے پر چلایا۔

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا روحانی درجہ(spiritual status) بھی بہت بڑا تھا، آپ کے پیر صاحب نے جیسے ہی آپ کو اپنی بیعت میں لیا (یعنی مرید کیا) اُسی وقت اِس بات کی اجازت دے دی کہ آپ بھی لوگوں کو اپنا مرید بنا سکتے ہیں حالانکہ

(although)آپ کے پیر صاحب اس طرح اجازت دیتے ہی نہیں تھے، بلکہ روتے ہوئے فرمانے لگے کہ اگر کل قیامت کے دن اللہ کریم نے مجھ سے فرمایا کہ: تومیرے لیے کیالایا ہے؟ تو میں کہہ دونگا" **احمد رضا**"۔

اللہ کریم کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللہ کریم فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے عداوت (یعنی دشمنی) رکھے میں اسے اعلان جنگ دیتاہوں۔(بخاری، ج۴،ص۲۴۸، حدیث:۶۵۰۲)

---

159 "اَوْلِیائے کِرام رَحمۃُ اللّٰہ عَلَیْہِم کی نیاز اور ایصالِ ثواب"

ایصالِ ثواب:

{1} اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہنچانا" ایصالِ ثواب " کرنا کہلاتا ہے۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُما کہتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کی کہ میری والدہ کا اچانک(suddenly) انتقال ہوگیا اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ کہتیں تو صدقے کا کہتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُنہیں ثواب ملے گا فرمایا:"ہاں"۔(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، ج۱، ص۴۶۸، حدیث:۱۳۸۸)

{2} حضرت سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کی: یارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، اُن کے لیے کون سا صَدَقہ افضل (superior) ہے؟ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:"پانی" تو حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے ایک کنواں(well) کھدوایا(یعنی بنوایا) اور کہا کہ یہ کنواں "سعد کی ماں" کے لیے ہے(ابوداود، کتاب الزکاۃ، ج۲، ص۱۸۰، حدیث:۱۶۸۱) یعنی اس کا ثواب اُن کو ملے۔

{3} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مُردے کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان(drowning man) کی طرح ہے کہ وہ شدّت سے (یعنی بہت زیادہ) انتِظار کرتا ہے کہ باپ یاماں یابھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے۔
(شُعَبُ الاِیْمان ج۶ ص۲۰۳ حدیث ۷۹۰۵)

{4} فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو قبرستان میں گیارہ (11) مرتبہ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص پڑھ کر مُردوں کو اس کا ایصالِ ثواب کرے تو مُردوں کی تعداد کے برابر ایصالِ ثواب کرنے والے کو اس کا ثواب ملے گا۔
(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج ۷ ص ۲۸۵ حدیث ۲۳۱۵۲)

اَوْلِیَائے کِرام (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کی نیاز:

{1} کوئی بھی نیک کام کرکے ولیوں کو اُس کا ثواب پہنچانا، اِسی طرح اُن کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا کھلانا، جانور ذَبح کرکے دیگیں بنوانا بہت نیکی اور بَرَکت والا (blessed) کام ہے۔ یہ ایصالِ ثواب ہی ہے مگر اَوْلِیَائے کِرام کے ادب کی وجہ سے اِسے "نذر و نیاز" بھی کہا جاتا ہے کہ جانور کی قربانی اللہ کریم کا نام لے کر ہوتی ہے اور اُس کھانے کا ثواب بزرگوں کو پہنچادیا جاتا ہے۔ خاص طور پر (specially) ولیوں کے سردار، غوثِ پاک، سیّد عبدُالقادر رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی گیارہویں شریف کی نیاز اور فاتحہ کرنا تو بہت برکت والا (blessed) کام ہے۔ **یاد رہے کہ** ثواب پہنچانے سے ہماری نیکیاں ختم نہیں ہوتیں بلکہ اور بڑھ جاتی ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۱، ۲۶۴ تا ۲۷۷، ماخوذاً)

{2} **ہاں!** اس بات کا خیال رہے کہ کوئی کام دین اور شریعت کے خلاف (against) نہ ہو مثلاً دیگ بنانے یا کسی بھی طرح کا کھانا بنا کر ایصالِ ثواب کے لیے پوری رات اس طرح جاگی جائے کہ عورتیں وغیرہ جمع ہوں، خوب بے پردگی ہو یا گانے باجوں کا سلسلہ (program) ہو (یا صبح فجر کی نماز قضا کر دی جائے یا مرد بغیر شریعت کی اجازت کے جماعت سے نماز چھوڑ دیں کہ) یہ ناجائز و گناہ اور جہنّم میں لے جانے والے کام ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، ح ۹، ص ۱۳۱۷ ماخوذاً) یعنی ایصال ثواب اچھا کام ہے، ضرور ہونا چاہیے مگر اس کے ساتھ کوئی ناجائز کام نہ ہونا ضروری ہے۔

{3} کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنے میں شرعاً کوئی حرج (یا گناہ) نہیں جبکہ ذبح کرتے (یعنی جانور پر چھری چلاتے) وقت اللہ پاک کا نام لیکر ذبح کرے کیونکہ اگر ذبح کے وقت اللہ کریم کے علاوہ (other) کسی دوسرے کا نام لیا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا لیکن کوئی مسلمان اس طرح نہیں کرتا، ہمارے یہاں لوگ عموماً جانور خریدتے

یاپالتے وقت کہہ دیتے ہیں کہ یہ گیارہویں شریف کا بکرا ہے یافلاں بزرگ کا بکرا ہے یا گائے ہے لیکن ذبح کرتے وقت جانور پر اللہ کریم کا نام ہی لیاجاتا ہے لھذا اس جانور کا گوشت کھانا، جائز ہے جیسے قربانی کے دنوں میں کہاجاتا ہے کہ یہ قربانی کا بکرا ہے، میرے داد جان کا بکرا ہے اور قربانی کرتے ہوئے اللہ پاک کا نام لے کر ذبح کر دیا جاتا ہے۔

{4} اچھی نیّتوں سے محرّمُ الحرام میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا(یعنی لوگوں کو پانی پلانا) جبکہ کوئی شرعی خرابی(مثلاً چلنے والوں کا راستہ روکنا، یا گانے لگانا، یازبردستی چندہ لینا، یالوگوں کوتکلیف ہورہی ہے اتنی آواز سے کوئی کلام لگانا، وغیرہ) نہ ہو تو یہ بہت اچھا کام ہے۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں توپانی پرپانی پلا، تو تیرے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی(strong wind) میں پیڑ کے پتّے(leaves of the tree) جَھڑ(fall off ہو) جاتے ہیں۔ (تاریخ بغداد، ج۶، ص۴۰۰، رقم:۳۴۶۴)

{5} گیارہویں شریف کی نیاز دلانا، جائز ہے۔ یہ سب حضور غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

{6} رجبُ المرجّب میں کونڈوں کی(یعنی مٹی کے برتنوں میں کھانے کی) نیاز دلوانے کا رواج(یعنی عادت، معمول اور ruten) ہے، یہ جائز ہے۔ یہ پندرہ(15) رجبُ المرجّب میں حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ایصالِ ثواب کے لیے نیاز کی جاتی ہے جس میں چاول، کھیر یاپوریاں وغیرہ پکا کر کونڈے(یعنی مٹّی کے برتن میں) بھرتے ہیں، پھر قرآنِ پاک وغیرہ پڑھ کر اس تلاوت کا اور کھانا کھلانے کا ثواب بزرگوں کو پیش کیا جاتا ہے، اِسے کونڈے کا ختم یا نیاز کہتے ہیں۔ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے اور جب ایصالِ ثواب کرنا، جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر یہ باتیں منع ہیں:

○ کونڈوں کی نیاز میں جو کہانیاں عام طور پر سنائی جاتی ہے(جیسے دس بیبیوں کی کہانی، فاطمہ بی بی کی کہانی) وہ غلط ہیں، لہٰذا اُس کو سننے سنانے کی اجازت نہیں ○ کچھ جگہ یہ کہتے ہیں کہ یہیں کھاؤ کہیں اور نہ لے جاؤ، یہ بات بھی غلط

ہے۔ان باتوں سے دور رہیں O کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مٹّی کے برتن وغیرہ میں کونڈے کی نیاز ضروری ہے، یہ بات بھی غلط ہے۔(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۱۰۰ تا۹۷،ماخوذاً) اسی طرح آج کل مختلف دنوں(different days)میں دیگ گھمانے کا بھی سلسلہ ہے یہ بھی غلط طریقہ ہے۔

----

160 ”زبان اور کانوں کی حفاظت“

حضرت احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بازار(market)سے اپنے گھر کی طرف جارہے تھے، ہم بھی ان کے ساتھ جانے لگے۔ اتنے میں راستے میں موجود ایک شخص کسی عالم کی برائی کرنے لگا، امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہماری طرف مڑے(turn to us)اور فرمایا: اپنے کانوں کو غیبت(یعنی برائی)سننے سے بچاؤ جیسے اپنی زبانوں کو بچاتے ہو کیونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک(partner)ہوتا ہے۔اور یہ بھی فرمایا کہ اگر بے وقوف کی بات کو قبول(accept)نہ کیا جائے تو یقیناً قبول نہ کرنے والا خوش نصیب (lucky) ہوتا ہے اور وہ بری بات کرنے والا بدنصیب(unlucky) ہوتا ہے۔(حلیۃ الاولیاء،ج۹،ص۱۳۰ رقم:۱۳۳۶۴)

اس واقعے(incident)سے پہلی بات یہ سیکھنے کو ملی کہ عالمِ دین کو برا نہیں کہنا چاہیے اور اگر کوئی کسی عالم کی یا کسی بھی مسلمان کی برائی کر رہا ہو تو اسے روکنا چاہیے۔روک نہ سکیں تو اپنے کانوں کو وہ برائی سننے سے بچانا چاہیے، **یہ بھی معلوم ہوا کہ** عُلَمائے کِرام کے پاس حاضر ہونا چاہیے کہ عُلَمائے کِرام برائیوں سے بچاتے اور اللہ و رسول(عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے حکم پر عمل کرواتے ہیں۔

تَعَارُف(Introduction):

امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام ”محمد“ اور والد کا نام ”ادریس“ تھا، آپ کے دادا کے کا نام ”شافع“ تھا جن کی وجہ سے آپ کو ”شافعی“ کہا جاتا ہے۔آپ ”قریش“ خاندان سے ہیں۔ بچپن(childhood)ہی سے علم

حاصل کرنے میں مصروف(busy)ہو گئے تھے، بہت زیادہ صَدَقہ وخیرات کرنے والے تھے، 50ہزار درھم (یعنی چاندی کے سکّے) بھی ایک ہی دن میں صَدَقہ کر دیا کرتے تھے، آپ کی پیدائش(birth) 150 سنِ ہجری میں اور آپ کا انتقال 204 سنِ ہجری کو رجب(کے مہینے) کی آخری تاریخوں میں ہوا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۹، ص۷۷، رقم:۱۳۱۷۰) دنیا بھر میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو"شافعی"کہتے ہیں۔

علم اور عُلَمائے کرام کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اس حال میں صبح کرو کہ تُم یاتو(۱)عالِم ہو، یا(۲)علم سیکھنے والے ہو، یا(۳) عالِم کی باتیں سننے والے، یا(۴)عالِم سے محبت کرنے والے ہو اور پانچواں(5^{th})نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔ (معجم صغیر، جزء۲، ص۹، حدیث:۷۸۶)

---

161 "اسلام کے لیے"

عُلَمائے دین اور بزرگانِ دین رَحْمَۃُاللهِ عَلَيْهِم، اسلام کے لیے حق اور سچی بات پر ہی رہتے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کو آپ کے زمانے کے خلیفہ(حاکم۔caliph)نے قرآنِ پاک کے بارے میں ایک غلط فتوی دینے(یعنی غلط دینی مسئلہ بتانے) کو کہا: امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه نے منع کر دیا۔ خلیفہ اس بات پر بہت غصّہ ہوا اور اس نے آپ کو بہت سی دھمکیاں(threats)دی بلکہ آپ کو جان سے مارنے(یعنی قتل(murder)کرنے)کا حکم دے دیا لیکن آپ نے غلط فتوی نہیں دیا۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کو قید(imprisoned)کر لیا گیا پھر آپ کی کمر پر کوڑے(whip)مارے گئے جس سے آپ کی کمر خون سے بھر گئی۔ آپ کو جب کوڑا مارا جاتا تو فرماتے، میں نے خلیفہ کو مُعاف کیا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه بے ہوش ہو گئے۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کو اٹھائیس(28)مہینے(یعنی دو(2)سال سے بھی زیادہ وقت) قید میں رکھا

گیا اور آپ کو ہر رات کوڑے مارے گئے۔(معدنِ اَخلاق حصہ ۳ص ۳۷ تا ۳۹، دار الکتب حنفیہ باب المدینہ کراچی، الطبقات الکبریٰ ج ۱ص ۷۹، مُلَخَّصاً)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ عُلَمائے کِرام نے اسلام کی اصل تعلیم (teaching) کو بچانے کے لیے بہت تکلیفیں اور پریشانیاں اٹھائیں، ان کی قربانیوں (کوششوں) کی وجہ سے آج ہم تک اسلام کی صحیح معلومات پہنچی ہیں۔ اگر وہ لوگ ظلم کرنے والوں سے ڈر جاتے اور ان کی غلط باتیں مانتے تو آج اسلام باقی نہ رہتا۔ اللہ کریم ہمیں عُلَمائے کِرام کی محبّت عطاء فرمائے۔

تعَارُف (Introduction):

امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 164 سن ہجری میں پیدا ہوئے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو ہمیشہ نماز پڑھتے، تلاوتِ قرآن کرتے یا کوئی کتاب پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام احمد حدیثِ پاک کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ نے دس لاکھ (one million) احادیث لکھیں۔ انتقال کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عمر مبارک ستتر (77) سال تھی۔ آپ کے نمازِ جنازہ میں تقریباً آٹھ لاکھ لوگوں نے شرکت کی (حکایتیں اور نصیحتیں، ملخصا)۔ دنیا بھر میں لاکھوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "حنبلی" کہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے 230 سال کے بعد آپ کی قبر کے قریب جب کسی کیلئے قبر کھودی گئی تو غلطی سے آپ کی قبر کھل گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ 230 سال گزر جانے کے بعد بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جسم اور کفن بالکل صحیح تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ترجمۃ الامام احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۶۷، دار الفکر بیروت)

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت (مثلاً بیمار کی خیریت پوچھنے) اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور قرآن کی تلاوت سے (بھی افضل (superior) ہے)؟ فرمایا: آیا (یعنی کیا) قرآن بغیر علم کے فائدہ دے گا؟ (قوت القلوب، ج ۱، ص ۲۵۷)

---

162 ”رحمت ہی رحمت“

{1}اللہ کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ (firmly) تھام (یعنی پکڑ) لو اور آپس میں تفرقہ (تقسیم، distribution، پھوٹ) مت ڈالو۔ (پ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۳) (ترجمہ کنزالعرفان) عُلمائے کِرام فرماتے ہیں: حکم یہ ہے کہ جس طریقے پر مسلمان چلتے آرہے ہیں، جو صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُم سے جاری ہے اور سنّت سے جس کا پتا چلے، اس سے نہ ہٹو۔ (صراط الجنان، ج۲، ص۲۰، مُلخصاً)

{2}حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میری امت گمراہی (یعنی غلط عقیدوں۔ beliefs) پر کبھی جمع نہ ہو گی، جب تم اختلاف (different باتیں) دیکھو تو بڑی جماعت کو لازم پکڑ لو (یعنی اُن کے ساتھ ہو جاؤ کہ جو زیادہ ہیں)۔ (ابن ماجہ، باب السواد الاعظم، ج۴، ص۳۲۷، الحدیث: ۳۹۵۰)

{3} قرآنِ پاک کی آیت میں جو تفرقہ (پھوٹ ڈالنے) سے منع کیا گیا، اس سے مراد اسلامی عقیدوں (Islamic beliefs) میں مسلمانوں سے الگ ہونا ہے۔ جب کہ شرعی مسائل میں عُلمائے کِرام کا مختلف (different) مسئلے بیان کرنا، یہ اِس اُمّت (nation) کے لیے رحمت ہے۔ (تفسیر صاوی، جلد۱، ص۳۰۱، سورۃ ال عمران، آیت ۱۰۵ ماخوذاً)

{4} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: میری اُمّت (کے عُلماء) کا اختلاف رحمت ہے۔ (جامع صغیر للسیوطی، ص۲۴، حدیث: ۲۸۸)۔ عُلمائے کِرام کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اس حدیث سے اصول اور عقیدوں (beliefs) کا اختلاف مراد نہیں کہ (وہ تو تفرقہ اور پھوٹ ڈالنا ہے اور) اس اختلاف سے (قرآنِ پاک میں) منع کیا گیا ہے بلکہ اس اختلاف سے مراد شرعی مسائل میں عُلمائے کِرام کی رائے (یعنی بتائے ہوئے مسئلے) کا الگ ہونا ہے۔ اسے ”رحمت“ اس لیے کہا گیا کہ اس سے لوگوں کے لیے آسانی ہے کہ وہ ایک عالم کے بتائے ہوئے مسائل پر چلتے رہیں لہٰذا مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کا (شرعی مسائل میں) اختلاف بہت بڑی نعمت ہے۔ (فیض القدیر، ج۱، ص۲۷۰، ۲۷۱، تحت الحدیث: ۲۸۸ ماخوذاً)

{5} امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان قادِری** رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کہ جنہوں نے شرعی مسائل ایک دوسرے سے الگ الگ بیان کیے) حق (اور سیدھے راستے پر) ہیں اور ایک اہلسنت ہی سے سب کا تعلّق (relation) ہے۔ اُن میں پاکی اور نماز کے مسائل میں اختلاف (یعنی شرعی مسائل کا different ہونا)، اُمّت (یعنی مسلمانوں) کے لیے رحمت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۷، ص۲۲۶ ماخوذاً)

{6} یہ بھی یاد رہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ کے آپس میں جو ایسے واقعات (حالات وغیرہ) ہوئے کہ جن میں اُن کی رائے (opinion) آپس میں مختلف (different) ہوئی، ان میں باتیں کرنا، صحیح غلط کہنا حرام، حرام اور سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے وفادار (loyal)، سچے غلام اور ہمارے سردار ہیں (بہارِ شریعت ج۱، ح۱، ص۲۵۴، مسئلہ ۵ ملخصاً)۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ اس اُمّت (nation) کے لیے چمکتے ستارے (shining stars) ہیں (مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، ج۲، ص۴۱۶، حدیث: ۶۰۱۸)، اہلِ بیت (حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے گھر والے) رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ اس اُمّت کے لیے کشتی (boat) ہیں (مسند البزار، مسند عبد اللہ بن عباس، ج۱۱، ص۳۲۹، حدیث: ۵۱۴۲) اور عُلمائے کِرام، اَنۡبِیائے کرام عَلَیۡھِمُ السَّلَام کے علم کے وارث (یعنی نبی کے علم سے حصّہ لینے والے) ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، ج۱، ص۱۴۵، رقم الحدیث: ۲۲۳)

امام کے ساتھ:

{1} اللہ کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۱) (ترجمہ کنز العرفان) عُلمائے کِرام فرماتے ہیں: اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ شریعت کے مسائل میں کسی عالم صاحب کی تقلید (یعنی پیروی۔follow) کر کے انہیں اپنا امام بنانا چاہیے تا کہ قیامت میں اچھوں کے ساتھ ہوں۔ (تفسیر نور العرفان، ص۴۶۷، ملخصاً)

{2} اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے امام (leader) کے ساتھ بلایا جائے گا۔ یوں کہا جائے گا کہ: اے **حنفیو**! اے **شافعیو**! اے **مالکیو**! اے **حنبلیو**! چلو تو جس نے امام ہی نہ پکڑا اس کو کس کے ساتھ

بلایا جائے گا؟(جاء الحق، ج۱، ص۲۷ مطبوعہ لاہور ملخصاً)

{3} "امامِ اعظم رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "حنفی"، "امام شافعی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "شافعی"، "امام مالک رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "مالکی" اور "امام احمد بن حنبل رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "حنبلی" کہتے ہیں۔

چار بھائی:

{1} آج کے دور میں چار (4) بڑے عُلمائے کِرام کی پیروی (follow) اور تقلید کی جاتی ہے: (1) امامِ اعظم (2) امام شافعی (3) امام مالک (4) امام احمد بن حنبل رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم۔ دنیا میں کروڑوں مسلمان، انکی پیروی (یعنی follow) کرتے ہیں۔ پاک و ہند (Pakistan n India) وغیرہ میں امامِ اعظم رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تقلید اور پیروی (follow) کرنے والے زیادہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: جو ان میں سے کِس کی پیروی (follow) کرے اور زندگی بھر اُنہی کی پیروی کرتا رہے، کبھی کسی مسئلے میں اُن سے خلاف (against) نہ چلے تو وہ ضرور صراطِ مستقیم اور (اسلام کے) سیدھے راستے پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۷، ص ۶۴۴، ملخصاً)

{2} اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہم چاروں (یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) حقیقی بھائی ہیں (یعنی ہم سب کے اسلامی نظریات اور عقیدے (beliefs) ایک ہی ہیں، ہم سب صرف اللہ کریم ہی کی عبادت کرنے والے، پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آخری نبی ماننے والے، اُن کی شان میں نعتیں پڑھنے والے، اُن کا میلاد منانے والے، اُن کے صحابہ و اہلِ بیت رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ سے محبّت رکھنے والے ہیں)، ہم ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ گویا کہ "اسلام" ہمارے لیے والد کی حیثیت (status) رکھتا ہے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی "پیاری پیاری سنّتیں" ہمارے لیے والدہ کی حیثیت (status) رکھتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶، ص ۴۱۵ ماخوذاً)

{3} مطلق تقلید (یعنی قرآن و حدیث کی پیروی (follow کرنا)) فرض ہے (فتاوی رضویہ، ج ۱۱، ص ۴۰۴، ج ۲۹، ص ۳۹۲) اور تقلیدِ شخصی (یعنی کسی ایسے عالم کہ جس کی پیروی کی جاسکتی ہو، ان کی پیروی (follow) کرنا) واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۶، ص ۷۰۳ تا ۷۰۴، مُلخصاً)

{4} اب انہی چاروں (۱) امام اعظم ابو حنیفہ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، (۲) امام مالک رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، (۳) امام شافعی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، اور (۴) امام احمد بن حنبل رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں سے کسی ایک کی پیروی کرنا لازم ہے۔
(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص ۱۲۶، مُلخصاً)

ان کی آپس میں محبّت:

{1} امام شافعی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا فرمان مشہور ہے: جو علمِ فقہ (یعنی دینی مسائل کے علم) میں کمال (یعنی ماہر (expert) ہونا) چاہتا ہے وہ "ابو حنیفہ" کا محتاج ہے (یعنی ان کی کتابیں پڑھے بغیر وہ ماہر (expert) نہیں ہو سکتا)۔ (ردالمحتار، مقدمہ، ج ۱، ص ۱۵۱)

{2} امام شافعی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب مجھے کوئی ضرورت پڑتی ہے (یعنی کچھ ضرورت ہوتی ہے یا مُصیبت پہنچتی ہے تو) میں دو (2) رکعت نماز نَفل پڑھتا ہوں اور امام ابو حنیفہ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قبر (یعنی مزار) کے پاس آکر اس (مسئلے) کے حل کیلئے اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں تو میرا کام ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵)

---

163 "آنکھوں کی روشنی دوبارہ آگئی"

بچپن میں حضرت امام بخاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بینائی (یعنی آنکھوں کی روشنی) چلی گئی، آپ کی والدہ کو بہت افسوس ہوا تو انھوں نے رو رو کر دعائیں کیں۔ ایک رات جب امام بخاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ سوئیں تو انہوں نے خواب میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی واپس آنے کی خوشخبری (good news) سنائی۔ جب امّی جان صبح اٹھیں تو امام بخاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بینائی (یعنی آنکھوں کی روشنی) واپس آگئی تھی۔ (فتح الباری، ج، ص ۴۵۲)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ پریشانی میں "سب" کے سامنے مت

رویئے، ”ربّ“ سے دعا کیجئے، اُس کے سامنے رویئے، اللہ کریم کی رحمت پر اُمید(hope) رکھیئے، وہ چاہے گا تو آپ کی مشکل ختم ہو جائے گی، اللہ کریم سے دعا کرنے کی عادت بنالیجئے۔

تعارُف(Introduction):

امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جمعہ کے دن 13 شَوّالُ الْمُکَرَّم،194 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ”محمد“ ہے۔(المنتظم،ج۱۲،ص۱۱۳) امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تمام زندگی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثیں پڑھنے پڑھانے اور جمع کرنے میں گزری۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ”بخاری شریف“ سب سے زیادہ مشہور(famous) ہوئی اور قرآنِ پاک کے بعد اس کتاب کو مسلمانوں میں اہمیّت(importance) حاصل ہے (طبقات الشافعیہ الکبریٰ،ج۲،ص۲۳۴، مرقاۃ المفاتیح،ج۱،ص۵۴)۔ شَوّال کی پہلی تاریخ،256 سنِ ہجری کو 62 سال کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہوا۔ سَمَرْقَند(ازبکستان) کے قریب ”خرتنگ(khartank)“ میں آپ کا مزار ہے۔(سیر اعلام النبلاء،ج۱۰،ص۳۲۰،۳۱۹)

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

اللہ کریم اور اُس کے فرشتے اور سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ (یعنی اپنے گھروں) میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے(یعنی دعا کرتے) ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔(ترمذی،کتاب العلم،ج۴،ص۳۱۳،حدیث:۲۶۹۴)

---

164 ”علم کا شوق“

بزرگانِ دین علمِ دین سے بہت محبّت فرماتے تھے جب وہ دین کا علم حاصل کرتے تو انہیں کسی چیز کا خیال نہیں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے امام مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ گھر آکر وہ حدیث کتابوں میں دیکھنے لگے۔ آپ کے قریب ہی کھجوروں کا ٹوکرا(basket) بھی رکھا ہوا تھا۔ آپ وہ حدیث ڈھونڈتے (یعنی کتابوں میں دیکھتے) رہے اور ایک ایک کھجور اٹھا کر کھاتے رہے۔ آپ اس

طرح حدیث دیکھتے رہے کہ آپ کو کسی چیز کا کوئی خیال ہی نہ رہا، جب آپ کو وہ حدیث ملی جسے آپ ڈھونڈ رہے تھے تو کھجور کا پورا ٹوکرا (basket) خالی ہو گیا تھا۔ اتنی زیادہ کھجوریں کھالینے کی وجہ سے آپ بیمار ہو گئے اور اِسی بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (تھذیب التھذیب، ج۸، ص۱۵۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ علم رَحْمَۃُاللہِعَلَیْہِمْ دین سے بہت محبّت کرتے تھے اور علمِ دین حاصل کرنے، علمِ دین عام کرنے کے لیے بہت کوششیں بھی کرتے تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی دینی مدد کے لیے ہمارے بزرگانِ دین بہت کوششیں کرتے تھے۔

تَعَارُف (Introduction):

امام مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 202 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علمِ دین حاصل کرنے لیے کئی ملکوں (diffrenet countries) کا سفر کیا۔ آپ کو حدیث کے علم سے بہت محبّت تھی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، اُن میں حدیث کی مشہور کتاب "صحیح مسلم شریف" بھی ہے۔ حدیث شریف کی کتابوں میں "بخاری شریف" کے بعد، مسلمانوں میں "مسلم شریف" کو بہت زیادہ اہمیّت (importance) حاصل ہے۔ 261 سن ہجری میں تقریباً 59 سال کی عمر آپ کا انتقال ہوا۔ (بستان المحدثین، اکمال وغیرہ، منتخب احادیث، ص۲۳۳)

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے اللہ کریم نے فرمایا: اے ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام)! میں عَلِیم (علم والا) ہوں، ہر (دین کا) علم (رکھنے والے) کو دوست رکھتا ہوں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص۷۰، حدیث:۲۱۳)

---

165 "حنفیّوں کے لیے"

امامِ اعظم رَحْمَۃُاللہِعَلَیْہ کی شان:

{1} "امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُاللہِعَلَیْہ" کا نام "نُعمان" کُنیَت (kunyah) "ابو حنیفہ" ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 70ھ میں عراق کے مشہور شہر "کُوفے" میں پیدا ہوئے اور 80 سال کی عمر میں 2 شَعبانُ المُعَظَّم 150ھ میں

وفات پائی (نُزھۃُالقاری ج ۱ ص ۱۶۹،۲۱۹)۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ چاروں اماموں میں بڑے مرتبے (rank) والے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان چاروں میں صِرف آپ **تابِعی** ہیں (اشکوں کی برسات، ص ۲،۳، مُلخصاً)۔ **"تابِعی"** اُن بزرگ کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے ایمان (believe) کی حالت (condition) میں کسی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے ملاقات کی ہو (یعنی ملے ہوں) اور ایمان پر ہی اُن کا خاتمہ ہوا ہو۔ (اَلْخَیْرَاتُ الْحِسان، ص ۳۳، مُلخصاً)

{2} امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جب علم دین حاصل کر لیا تو سب سے اکیلے (alone) رہ کر عبادت وغیرہ میں مصروف (busy) ہونے کی نیّت (intension) فرمائی۔ رات کو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے تھے: اے ابو حنیفہ! اللہ کریم نے آپ کو میری سنّت زندہ کرنے کیلئے پیدا فرمایا ہے، آپ گوشہ نشینی (یعنی سب سے الگ ہو کر عبادتیں کرنے) کا ہرگز ارادہ (intention) نہ کریں۔ (تذکرۃُ الاولیاء، ص ۱۸۶)

{3} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی فضیلت پہلے ہی سے، بہت پیارے الفاظ میں بتا دی تھی (جاء الحق، ح ۲، ص ۵۳۸، مطبوعہ لاہور مُلخصاً) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اگر "ایمان"، "ثریا" ستارے کے پاس (یعنی بہت دور) ہوتا تو "فارس" کی اولاد میں سے کچھ لوگ وہاں سے لے آتے۔ (بخاری، ج ۳، ص ۳۵۲، حدیث: ۴۸۹۷)

علامہ ابن حجر مکی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فضائل میں ایک کتاب لکھی، اُس میں یہ حدیث بھی ہے کہ: سن ڈیڑھ سو (150ھ) میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی (الخیرات الحسان، المقدمۃ الثالثۃ، ص ۲۵)۔ سن ڈیڑھ سو (150) سنِ ہجری میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات ہوئی۔ (الخیرات الحسان، المقدمۃ الثالثۃ، ص ۲۵)

{4} آخری وقتوں میں امام مہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آئیں گے اور وہ بہت بڑے عالم ہونگے یعنی ان چاروں (یعنی (1) امامِ اعظم (2) امام شافعی (3) امام مالک (4) امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کی طرح مُجتَہِد ہونگے۔ مُجتَہِد ایسے عالم ہوتے ہیں کہ جو قرآن و حدیث کو سمجھ کر اُس میں سے دین کے مسائل نکال کر بتاتے ہیں، عُلمائے

کِرام ان مسائل کو سمجھ کر عام لوگوں کو سمجھاتے ہیں پھر عام لوگ دین کے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔ امام مہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مُجتَہِد ہونے کے باوجود نماز امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے طریقے پر پڑھیں گے۔ کیونکہ وہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بتانے سے جس دین کے مسئلے تک پہنچیں گے، وہ مسئلہ وہی ہو گا کہ جو امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پہلے بتا چکے ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲۵۸ ماخوذاً)

حنفیوں کے لیے:

{1} ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرح نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی۔ اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ (other) پوری نماز میں کہیں بھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۹۳، ۲۹۲، حدیث: ۲۵۷ مُلخصاً)

{2} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نماز ختم کرنے تک ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (ابو داود، ج ۱، ص ۲۹۲، حدیث: ۷۴۹)

{3} **"بخاری"** اور **"مسلم شریف"** میں ہے: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اُٹھاتے۔ اور کچھ نے یہ کہا کہ: کانوں کی لَو (earwax) تک اُٹھاتے۔ (مسلم، ص ۱۶۵، حدیث: ۸۶۶، ۸۶۵)

{4} **"مسلم شریف"** میں ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صحابی حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے پوچھا گیا کہ کیا امام کے ساتھ قراءت (یعنی قرآنِ پاک کی تلاوت) کی جائے گی تو فرمایا: نہیں۔ (مسلم، ص ۲۳۰، حدیث: ۱۲۹۸)

{5} حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ آپ نے (ناف کے نیچے) سیدھا ہاتھ، دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ (مُصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۴۲۷، حدیث: ۶، مُلخصاً)

{6} حضرت وائل ابن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سنا کہ آپ نے پڑھا **غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ** تو فرمایا: **آمین** اور آواز مبارک آہستہ رکھی۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۸۵، حدیث: ۲۴۸)

{7} ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں: جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ

پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ **ہاں!** اگر امام کے پیچھے ہے (اور سورت فاتحہ نہ پڑھی) تو نماز ہو جائے گی۔(ترمذی، ج ۱، ص ۳۳۸، حدیث: ۳۱۳)

{8} پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا (بنایا) گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے (follow کیا جائے)، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔(نسائی، ص ۱۶۱، حدیث: ۹۱۹)

{9} ابن ابی شیبہ اور طبرانی کہتے ہیں: بیشک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رمضان شریف میں بیس (20) رکعتیں پڑھتے تھے (یہ ۲۰ رکعتیں) وتر کے علاوہ (other۔ ہوتی تھیں)۔(مُصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۸۶، حدیث: ۱۳)

{10} حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مؤذن اذان اور تکبیر کے کلمات دو (2) دو (2) بار کہتے تھے۔(ترمذی، ج ۱، ص ۲۳۸، حدیث: ۱۹۴)

{11} حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے حدیث بیان کی، جس میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس کسی کو قے (vomit) یا نکسیر ٹوٹے (یعنی ناک سے خون نکلے) تو نماز سے الگ ہو جائے اور وضو کرے۔(ابن ماجہ، ج ۲، ص ۶۹، حدیث: ۱۲۲۱ مُلتقطاً)

{12} حضرت رافع بن خدیج رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: نماز فجر خوب اُجالا کرکے (یعنی جب روشنی ہو جائے مگر سورج نہ نکلا ہو تو) پڑھو کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔(ترمذی، ج ۱، ص ۲۰۴، حدیث: ۱۵۴) **یادرہے!** فجر میں اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ سورج نکلنے کا شک ہونے لگے۔(بہارِ شریعت ح ۳، ص ۴۵۱، مسئلہ ۵، مُلخصاً)

{13} حضرت نافع رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو فجر کی نماز کے لیے جگایا حالانکہ (although) فجر کی تکبیر ہو رہی تھی تو آپ نے پہلے فجر کی سنتیں پڑھیں (پھر فرض نماز میں ملے)۔(شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۴۸۶، حدیث: ۲۱۶۲)

---

166 "چار پرچے"

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پیر و مرشد، سلسلہ "قادریہ" کے بزرگ، حضرت سیّد شاہ آلِ رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انتقال کے کچھ عرصہ(time) بعد چار(4) مریدین آپ کے آستانے پر(یعنی جہاں آپ ہوا کرتے تھے وہاں) حاضر ہوئے، سجادہ نشین(یعنی آپ کے بعد وہاں پر جو پیر صاحب بنے، حضرت) میر صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی کہ پیر صاحب سیّد شاہ آلِ رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کچھ تبرک(holy relic) ہمیں دیں، حضرت نے فرمایا: جو کچھ تھا وہ تقسیم(distribute) کر دیا اب تو کچھ بھی نہیں بچا یہ صندوقچہ(چھوٹا سا بکس) ہے اس میں دیکھ لیں کچھ ملتا ہے تو آپ کی قسمت۔ اُن میں سے ایک مرید نے کھول کر تلاش کیا تو اس میں سے چار(4) پرچے نکلے، جب میر صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دکھائے تو انہوں نے قسم کھا کر فرمایا: میں نے بار بار اسے کھولا مگر اسے خالی پایا یہ آپ حضرات کو مرشد کا خاص تحفہ(special gift) ہے، مبارک ہو۔ اس مرید نے اپنے تینوں دوستوں کو ایک ایک پرچہ دے دیا، جب ہر ایک نے کھولا تو اس پرچے کے اندر ہر ایک کے لیے مختصر(short) دعائیں لکھی ہوئی تھیں۔(تذکرہ نوری، ص۱۱۰ ملخصًا)

اس واقعے(incident) سے پتا چلا کہ بزرگوں کی کوئی چیز خصوصاً(specially) کوئی ذاتی(personal) لکھی ہوئی تحریر مل جائے تو برکت(blessing) کے لیے اپنے پاس رکھ لینی چاہیے اور یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ **اللہ** والے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی اپنے مُریدوں کا خیال رکھتے ہیں جبھی تو ہر شخص کے ہاتھ میں جو پرچہ آیا اس پر اس کے لیے دعا لکھی ہوئی تھی، لہٰذا ہمیں بھی اللہ والوں کا بہت ادب(respect) کرنا چاہیے۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت سیّد شاہ آلِ رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے عالم، ولی کامل، اعلیٰ حضرت کے پیر و مُرشد، سیّد صاحب اور سلسلہ "قادریہ" کے بزرگ تھے، آپ کی ولادت(birth) رجب کے مہینے میں 1209 سنِ ہجری ہند(India) میں ہوئی، آپ کے والد حضرت شاہ آلِ برکات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم(early

(education) اپنے والد صاحب سے حاصل کی، آپ کے چچا حضرت آل احمد اچھے میاں رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے آپ کو خلافت (یعنی مرید بنانے کی) اجازت بھی دی۔ انتقال کے وقت، آپ نے وصیت (will) کی تھی کہ "**اللہ** اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔ 18 ذوالحجہ 1296 سنِ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔ (تذکرہ نوری، ص۱۰۵ ملتقطاً)

سلسلہ "قادریہ" کی شان:

شیخ ابو سعود عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ: ہمارے شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے مریدوں کے لیے قیامت تک اس بات کے ضامن (guarantor) ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔ (بہجۃ الاسرار، ص۱۹۱)

---

167 "میں مرید کیوں بنا؟"

باب المدینہ (کراچی) میں رہنے والے ایک ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میری لیاقت نیشنل ہسپتال (کراچی) میں ڈیوٹی ہے۔ ایک بار کوئی عالم صاحب تشریف لائے اور میں نے ان کو بتایا کہ میں "**قادری عطاری**" ہوں تو انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ "**الیاس قادری صاحب**" کے مرید ہیں۔ میں نے عرض کی: جی ہاں اور یہ بھی بتایا کہ میں مرید اس طرح ہوا کہ ایک دن **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کسی مریض کی عیادت (ملاقات وغیرہ) کیلئے ہسپتال تشریف لائے۔ مجھے شخصیات (یعنی مشہور لوگوں) سے آٹو گراف (autograph) لینے کا بہت شوق تھا جس کے لئے میں نے ہسپتال کا ایک رجسٹر، اسی کام کے لیے رکھا ہوا تھا۔ میں نے واپسی کے وقت وہ رجسٹر کھول کر **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے سامنے کر دیا کہ آٹو گراف دے دیں۔ آپ نے رجسٹر بند کرنے کے بعد اپنی جیب سے پیڈ نکالا اور اس پر جو کچھ تحریر فرمایا اسکا مفہوم یہ ہے کہ یہ رجسٹر ہسپتال کے کاموں کیلئے ہے، آپ کو آٹو گراف لینے کے لئے نہیں دیا گیا۔ ساتھ میں کچھ دعائیں تحریر فرما کر پرچی بھی مجھے دے دی۔ مجھے بہت اچھا لگا اور میں فوراً آپ کے ذریعے "**قادری**" سلسلے میں مرید ہو

کر **"عطاری"** بن گیا۔ (حقوق العباد کی احتیاطیں، ص۱۸ ملخصاً)

اس واقعے (incident) سے پتا چلا کہ ادارہ سرکاری (government) کا ہو یا نجی (private)، اُس کی چیزیں جن کاموں کے لیے ہوں، انہیں کاموں میں استعمال کرنی چاہیے۔

تعارُف (Introduction):

1981ء میں **دعوتِ اسلامی** کے نام سے ایک تحریک بنی، آج اس کا پیغام دنیا کے تقریباً تمام ممالک تک پہنچ چکا ہے اور کئی شعبہ جات کے ساتھ مُختلف (different) ممالک (contries) میں دین کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ یقیناً اس مختصر سے وقت (short time) میں ہونے والی ترقیوں میں ایک شخصیت کی کوششیں پہلے دن سے جاری رہیں، جنہیں آج دنیا شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے نام سے پہچانتی ہے۔ آپ نے نہ صرف خود سُنتوں پر عمل کیا بلکہ علاقہ علاقہ، شہر شہر جا کر درس و بیان اور انفرادی کوشش کے ذریعے سُنّتوں کو عام کیا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ! آپ کی کتابوں وغیرہ کی تعداد **سو (100) سے زیادہ** ہے، ان میں سے مختلف (different) کتابوں کا **36 زبانوں** میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ کی جانب سے **مدنی مذاکروں** کا سلسلہ ہوتا ہے جس میں آپ علم و حکمت سے بھرپور جوابات دیتے ہیں، ان سلسلوں کی تعداد مجموعی طور پر (overall) ہزاروں تک پہنچ چکی ہے، جس میں سے کچھ کے تحریری رسائل (written booklets) بھی آچکے ہیں۔ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ **سلسلۂ عالیہ "قادریہ"** میں مرید بھی کرواتے ہیں۔ امیرِ اہلسنّت نے اپنا **آئیڈیل** امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بنایا ہے، اور اپنی زندگی کا سب سے پہلا رسالہ بھی **"تذکرۂ احمد رضا"** لکھا۔

سلسلہ "قادریہ" کی شان:

سرکارِ بغداد غوثِ پاک شیخ عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ کریم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے دوستوں کو جنّت میں داخل کرے گا۔ میں نے (قبر میں سوال کرنے والے دونوں فرشتوں) مُنْکَر نَکِیْر سے اس بات کا وعدہ لیا ہے کہ وہ قبر میں میرے مریدوں کو نہیں ڈرائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار

ص ۱۹۳، مُلَخَّصاً)

---

168 ”پیر صاحب کے حقوق(rights)“

مُرشِد کے کچھ حقوق(rights):

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: (صحیح) مرشد (کہ جس میں وہ شرطیں(preconditions) ہوں کہ جو ایک مرشد میں ہونی چاہیے) کے حقوق(rights) مرید پر بہت زیادہ ہیں، اُن میں یہ بھی ہیں کہ:

{1}(مرید) اِن (یعنی مرشد) کے ہاتھ میں اس طرح ہو جیسے زندہ کے ہاتھوں میں مردہ ہوتا ہے (مثلاً زندہ لوگوں نے مرنے والے کو جہاں رکھ دیا، وہ وہاں سے نہیں ہلتا) {2} مرشد کی خوشی کو اللہ کریم کو راضی کرنے والا کام سمجھے اور جس کام سے یہ ناراض ہوں، اُس سے بچے کہ اِن کی ناخوشی کو اللہ کریم کی ناخوشی سمجھے {3} انہیں اپنے حق میں دنیا میں اس وقت موجود تمام اَوْلِیَائے کِرام سے بہتر سمجھے (کہ میرے لیے میرے پیر صاحب ہی بہتر ہیں) {4} اگر کوئی نعمت (بھلائی وغیرہ) بظاہر کسی دوسرے بزرگ سے ملے تو بھی اسے (اپنے) پیر صاحب ہی کی طرف سے سمجھے {5} مال، اولاد، جان، سب انہیں پیش کرنے (یعنی دینے) کے لیے ہر وقت تیّار رہے {6} ان کی جو بات اپنی نظر میں (اسلام اور) شریعت کے خِلاف لگے اس پر بھی نہ اعتراض (objection) کرے، نہ دل میں بدگمانی (یعنی بُرے خیال) کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ مجھ کم علم کی سمجھ (یعنی عقل) کی غلطی ہے {7} دوسرے کو اگر آسمان پر اُڑتا دیکھے جب بھی (اپنے) مرشد کے علاوہ (except) دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے، ایک باپ سے دوسرا باپ نہیں بنایا جاتا {8} ان کے پاس بات نہ کرے {9} ہنسنا تو بڑی چیز ہے ان کے سامنے آنکھ، کان، دل کے ساتھ مکمّل طور پر توجّہ (attention) رکھے {10} جو وہ پوچھیں نہایت ہی نرم آواز سے ادب (respect) کے ساتھ بتا کر فوراً

خاموش ہو جائے(**یاد رہے!** یہ حقوق(rights) صحیح پیر صاحب کے ہیں اور پیر صاحب اگر غیر محرم ہیں(جیسا کہ عام طور پر غیر محرم ہی ہوتے ہیں)تو عورتیں اُن سے پردہ کریں گی)**{11}** ان کے کپڑوں، ان کے بیٹھنے کی جگہ، اِن کی اولاد، ان کے مکان، ان کے محلّے، اِن کے شہر کی بھی تعظیم(respect) کرے **{12}** جو وہ حکم دیں "کیوں!" نہ کہے بلکہ اُسے پورا(complete) کرنے میں دیر(delay) نہ کرے،سب کاموں سے پہلے یہ کام کرلے(**ہاں!** شریعت نے جو کام فوراً کرنے کا حکم دیا ہے، تو وہ کام کرلے مثلاً نماز کا وقت ہو گیا ہے تو نماز پہلے پڑھ لے)**{13}** اِن کی غیر موجودگی میں(یعنی جب یہ نہ ہوں تب) بھی اِن کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے **{14}** اِن کی موت کے بعد بھی ان کی زَوجہ سے نِکاح نہ کرے(کہ انہیں پیرانی اماں کہتے ہیں)**{15}** پیر صاحب اگر زِندہ ہوں تو روزانہ کئی بار اِن کی سلامتی اور عافیت(حفاظت۔saftey، مصیبتوں وغیرہ سے بچنے) کی دُعا کرتا رہے اور اگر اِنتقال ہوگیا(یعنی فوت ہوگئے ہوں)تو روزانہ اِن کو ایصالِ ثواب کرتا(یعنی نیکیوں کا ثواب بھیجتا) رہے **{16}** ان کے دوست کا دوست رہے۔ جب یہ ایسا کرے گا تو موت کے وقت، قبر میں، قیامت میں، حساب کتاب کے وقت، پُل صراط سے جاتے ہوئے، حوضِ کوثر[1] پر ہر جگہ اِس کے فائدہ دیکھے گا۔ اِس کے مرشِد اگر بہت بڑے درجے(rank) پر نہ بھی ہوں تو اُن کے مُرشد بڑے درجے والے ہیں یا مُرشد کے مُرشد یہاں تک کہ صاحِبِ سلسلہ(**"قادریہ"**) حُضُور غوثِ پاک، **سیّد عبدُالقادر** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ(تو بڑے درجے والے ہی ہیں)پھر یہ(قادِری)سلسلہ، **اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، قادریوں کے پیشوا، امیرُالمومنین حضرت علیّ المُرتَضٰی** رَضِیَ اللہُ عَنْہ تک پہنچ کر **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملتا ہے اور ہمارے پیارے

---

(7)**"قیامت"**، **"حساب کتاب"**، **"پل صراط"**، **"حوضِ کوثر"** کی تفصیل(detail) **دین کی ضروری باتیں part:4** میں دیکھیں۔**"قبر"** کی تفصیل(detail)، **topic number:174,177** میں دیکھیں۔

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ہم سب کو اللہ کریم سے ملانے والے ہیں۔ **ہاں یہ بات ضروری ہے کہ مرشد میں مرید بنانے کی چاروں شرائط پائی جاتی ہوں**[2]۔(فتاوی رضویہ ج۲۴ص۳۶۹ملخصاً)

پیر صاحب پر اعتراض(objection):

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: پیروں پر اعتِراض (objection) سے بچے کہ یہ مُریدوں کے لیے زہرِ قاتِل (بہت زیادہ نقصان والی بات) ہے۔ امام ابو القاسم قُشیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنے پیر صاحب سے کسی بات میں "کیوں!" کہے گا کبھی کامیاب (successful) نہ ہو گا۔(رسالہ قشیریہ ص۲۷۶، فتاوی رضویہ ج۲۱ص۵۱۰تا۵۱۱ملخصاً)

---

169 "غریب کا مذاق مت اُڑاؤ"

کچھ لوگ قبیلہ (tribe) بنو ہاشم کے نوجوان سیّد صاحب، سلسلہ **"قادریہ"** کے بزرگ، حضرت امام علی رضا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پاس بیٹھے تھے، وہاں قریب سے جعفر بن عمر گزرے جو کہ غریبی کی حالت (poverty) میں تھے۔ اُن لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف مذاق والے انداز (style) میں دیکھا تو امام علی رضا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم لوگ جلد ہی ان کو اچھی حالت (condition) میں، بہت مالدار اور کافی نوکروں کے ساتھ دیکھو گے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابھی ایک مہینا بھی نہیں گزرا تھا کہ ان کو مدینے پاک کا حاکم (ruler) بنا دیا گیا، ان کی حالت اچھی ہوگئی، پھر وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم ان کے احترام (respect) میں کھڑے ہو جاتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے، ان کے آگے پیچھے بہت سے خادم (servent) ہوتے تھے۔(نور الابصار، ص:۱۷۶، ملخصاً)

---

(8) **پیر کی شرطیں** (preconditions) کے بارے میں جاننے کے لیے **"دین کی ضروری باتیں"** part : 2، 105 **Topic number :** دیکھیں۔

اس واقعے (incident) سے یہ درس (lesson) ملتا ہے کہ کسی کی غریبی والی حالت (condition) دیکھ کر اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے نہ اسے چھوٹا سمجھنا چاہیے کیا معلوم اللہ کریم اُس کو بہت بڑا مقام (rank) دے دے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ولیوں کو اللہ کریم کے بتانے سے آنے والے حالات وغیرہ کی خبر ہوتی ہے۔

تعارُف (Introduction):

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا نام "علی"، کُنْیَت (kunyah) "ابوالحسن" اور لقب (title) "رضا" ہے۔ آپ، امام علی رضا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت امام موسی کاظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بیٹے، آلِ رسول (یعنی سیّد) اور سلسلہ "قادریہ" کے بزرگ ہیں، 148 سنِ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور 203 سنِ ہجری میں 55 سال کی عمر میں انتقال ہوا (نور الابصار، ص:۱۶۸ تا ۱۷۷، ملتقطا)۔ سیّد علی رضا رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کم سوتے، زیادہ عبادت کرتے، بہت روزے رکھتے اور ہر مہینے میں تین (3) روزے تو کبھی بھی نہ چھوڑتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ہر مہینے تین (3) روزے رکھنا زندگی بھر روزے رکھنے کی طرح ہے۔ آپ نیک کاموں کا حکم دیتے بہت زیادہ صَدَقہ وخیرات کرتے اور زیادہ تر رات میں صَدَقہ کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بہت سی کرامات(3)، لوگ بیان کرتے ہیں۔ (نور الابصار، ص:۱۷۰ ملخصاً)

آلِ رسول کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: اہل بیت کی محبّت لازم پکڑو کہ جو اللہ (کریم) سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت (یعنی سفارش) سے جنّت میں جائے گا، قسم اس کی جس کے ہاتھ (یعنی قدرت میں، اختیار میں، قابو میں) میں میری جان ہے! کسی بندے کو اس کا عمل فائدہ نہ دے گا جب تک ہمارا (یعنی حضور اور اُن کے اہلِ بیت کا) حق نہ پہچانے۔ (معجم اوسط، ج۱، ص۶۰۶، حدیث: ۲۲۳۰ ملتقطاً)

---

(9) "کرامت" کی تفصیل (detail) جاننے کے لیے، "دین کی ضروری باتیں" Topic number: 93 ، part: 2 دیکھیں۔

---

170 "سپاہی بھاگ نہ سکے"

حضرت شیخ عبدُالرزّاق رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ (once) میں اپنے والد صاحب کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے باہر نکلا، راستے میں دیکھا کہ خلیفہ (caliph) کے سپاہی (soldiers) جانوروں پر شراب رکھ کر لے جا رہے ہیں۔ والد صاحب شیخ عبدُالقادر جیلانی رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه نے سپاہیوں (soldiers) کو آواز دی کہ رُک جاؤ مگر وہ ڈر کے مارے نہ رُکے اور چلتے رہے۔ والد صاحب رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه نے جانوروں سے فرمایا: خدا کے حکم سے رک جاؤ، جانور فوراً رک گئے۔ اب سپاہیوں نے بہت کوشش کی مگر جانور آگے نہیں چلے اور ساتھ ہی ساتھ سپاہیوں کو فوراً آنت کا درد (appendix) ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ تڑپنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ معاف فرمادیجئے آئندہ (next time) ایسا نہیں کریں گے۔ اب والد صاحب نے دعا کی تو ان کا مرض ٹھیک ہو گیا اور جانوروں پر جو شراب تھی وہ سرکے (vinegar) میں بدل گئی۔ جب یہ خبر خلیفہ (caliph) کو پہنچی تو اس نے ہمیشہ کے لیے شراب سے توبہ کر لی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ، ص:۱۸۲)

اس واقعے (incident) سے ہمیں پہلی بات جو سیکھنے کو ملی وہ یہ کہ جب اللہ والے کسی کام کا فرمائیں تو وہ کر لینا چاہیے ورنہ نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ **دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ** کچھ اللہ کے ولی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا حکم جانور بھی مانتے ہیں۔ اللہ کریم کے ولی کی دعا میں برکت (blessing) ہوتی ہے، جیسا کہ سپاہیوں (soldiers) کا درد غوثِ پاک، سیّد عبدُالقادر رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کی دعا سے ختم ہو گیا، آپ کی نظر سے شراب سرکے (vinegar) میں بدل گئی اور اس کرامت کی برکت (blessing) سے بادشاہ نے شراب پینے سے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔ **یاد رہے کہ** شراب پینا حرام، بہت بڑا گناہ اور آدمی کی دنیا اور آخرت خراب کرنے والا کام ہے۔

تعارُف (Introduction):

ابھی آپ نے جو کرامت پڑھی یہ سلسلہ "قادریہ" کے بزرگ، سیّد صاحب، حضرت سیّد عبد الرزّاق رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کے والد حضور غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کی ہے۔ شیخ عبد الرزّاق رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه نے اپنے

والد سے تعلیم وتربیت (education) حاصل کی، حافظِ قرآن اور حافظِ حدیث تھے، "عراق" کے مُفتی بھی تھے۔ عاجزی اور عبادت میں بہت مشہور تھے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ولادت 528 سنِ ہجری اور انتقال 623 سنِ ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف "بغداد" میں ہے۔ (تاریخ الحفاظ للذہبی، ج۴، ص۲۰۴، ملتقطا)

آلِ رسول کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: جو شخص چاہتا ہے کہ میری بارگاہ میں وہ اپنی کوئی خدمت (service) پیش کرے جس کی وجہ سے قیامت کے دن میں اس کی شفاعت (یعنی اللہ کریم سے سفارش) کروں تو اسے میرے اہلِ بیت (یعنی گھر والوں اور اولاد وغیرہ) کی خدمت اور انہیں خوش کرنا چاہیے۔

(برکات آل رسول (مترجم) ص:۲۴۵)

---

171 "سیّدوں کا ادب کریں"

بہت اہم باتیں:

(1) امیرُ الْمُؤمِنین حضرت علیُّ الْمُرتَضٰی شیر خدا رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جو میرے اہلِ بَیت میں سے کسی کے ساتھ اچّھا سُلوک کریگا، میں قِیامت کے دن اِس کا بدلہ (انعام۔reward) اُسے دونگا۔ (اَلْجامِعُ الصَّغِیر ص۵۳۳، حدیث۸۸۲۱)

(2) سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس شخص نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عِترَتِ پاک (یعنی اولاد) کے بارے میں تکلیف دی، اُس پر جنَّت حرام کر دی گئی۔ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی، ص۲۵۹)

(3) ایک حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص بیتُ اللہ شریف کے ایک کونے اور مقامِ ابراھیم کے درمیان جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے اور پھر وہ اہلِ بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنّم میں جائے گا۔
(اَلْمُستَدرَک لِلحاکم ج۴، ص۱۲۹ تا ۱۳۰، حدیث ۴۷۶۶)

(4) امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا فرمان ہے: ہم (اہلِ بیت) سے بُغض (یعنی نفرت) مت رکھنا کہ اللہ کریم کے پیارے پیارے آخری نبی، مَکّی مدَنی، مُحَمَّدِ عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص ہم سے بُغض (یعنی نفرت) یا حسد (jealousy) کریگا، اسے قِیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چابکوں (whips) سے دُور کیا جائے گا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی، ص ۲۵۹)

(5) سیّدوں کا نسب حُضُور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ختم ہوتا ہے، (یعنی ان کے جدِّ اعلیٰ (یعنی نانا جان) تو مَکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں!)، اِس عظیم نسبت (کہ سیّد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولاد ہیں) کی تعظیم (respect) عام سے مسلمان تو کیا، ہر مُتَّقِی اور پرہیز گار (یعنی نیک آدمی) پر بھی "فرض" ہے کیوں کہ اصل میں وہ سیّد صاحب کی تعظیم (respect) نہیں بلکہ خود حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم (respect) ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۲، ص ۴۲۳، مُلخصاً)

(6) سیّد کی بطورِ سیّد (یعنی وہ سیّد ہیں اِس لئے) توہین (insult) کرنا "کُفر" ہے۔ (ماخوذ از مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲، ص ۵۰۹)۔ جو کسی مِیر (یعنی سیّد) کو حَقَارت (contempt) سے مِیروا کہے "کافر" ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۲۲، ص ۴۲۰ مُلخصاً)

(7) سیّد سنّی المذہب کی تعظیم لازِم ہے، چاہے اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، اُن اعمال کے سبب اُس سے نفرت نہ کی جائے، صرف برے عمل سے نفرت ہو (فتاوٰی رضویہ ج ۲۲، ص ۴۲۳، مُلخصاً)۔ البتہ اگر کسی نے واضح طور پر "کُفر" بک دیا تو اب وہ "سیّد" نہ رہا۔ حضرت نُوح عَلَیْہِ السَّلَام کا نافرمان (disobedient) بیٹا کنعان جو کہ مُنافِق تھا یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتا مگر وہ ایمان (believe) نہیں لایا تھا لہٰذا وہ بھی طوفان میں ڈوب کر مر گیا۔ اللہ کریم نے فرمایا، ترجمہ (Translation): اے نوح! بیشک وہ تیرے گھر والوں میں ہر گز نہیں۔ (پ ۱۲، سورۃ الھود، آیت ۴۶) (ترجمہ کنزالعرفان)

(8) امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے سُوال ہوا: سیّد لڑکا جب شاگرد ہو یا ملازِم (یعنی نوکر) ہو تو کیا دینی یا دُنیوی کام لینا اور اس کو مارنا، جائز ہے؟ تو جواب میں کچھ یوں فرمایا: ذلیل خدمت (مثلاً بھنگی، جمعدار کے کام) اس سے لینا جائز نہیں، نہ ایسی خدمت (service) پر

اُسے ملازِم (employee) رکھنا جائز۔ اور جس خدمت (service) میں ذلّت نہیں (یعنی جو کام گھٹیا نہیں) اس پر ملازِم رکھ سکتا ہے۔ شاگرد ہو تو عُرف اور (عام) عادت کے مطابق کام لینا شرعاً جائز ہے، لے سکتا ہے اور سیِّد شاگرد کو مارنے سے بالکل پرہیز کرے (یعنی بالکل نہ مارے)۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲، ص ۵۶۸، مُلخصاً)

(9) قاضی کے سامنے اگر کسی سیِّد صاحب کو حدّ (یعنی شرعی سزا) دینا ظاہر ہو جائے تو اُس پر فرض ہے کہ وہ یہ سزا دے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ قاضی کے لیے یہ حکم بھی ہے کہ سزا دینے کی نیّت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیّت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ (mud) لگ گئی ہے اُسے صاف کر رہا ہوں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ح ۳، ص ۳۹۶)

(10) سنّی عالم، سیّد سے افضل (superior) ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ (پ ۲۳ ، سورۃ الزمر، آیت ۹) (ترجمہ کنز العرفان)۔ اور فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات (ranks) بلند فرماتا ہے جنہیں علم دیا گیا۔ (پ ۲۸، سورۃ المجادلۃ 11، ایت ۱۱) (ترجمہ کنز العرفان) ان آیتوں کے بعد اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: تو اللہ کریم کے نزدیک رشتے داری سے علم کا رُتبہ (rank) بڑا ہے۔ سیِّد صاحِب جب کہ عالم نہ ہوں، چاہے نیک آدمی ہوں مگر وہ (یعنی سیّد صاحب)، سُنّی صحیح العقیدہ (یعنی جن کے اسلامی عقیدے (beliefs) صحیح ہوں) عالم صاحب) کے مرتبہ (rank) کو شرعاً نہیں پہنچتے۔ عُلمائے کِرام فرماتے ہیں: نوجوان عالم کو بوڑھے غیر عالم سے آگے جانے کا حق حاصِل ہے چاہے وہ غیر عالم "قُرشی" بلکہ "سیِّد صاحب" ہوں کہ اللہ کریم نے فرمایا: اللہ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ **یاد رہے!** بُلندی عطا فرمانے والا اللہ کریم ہے لہٰذا جو اس کو گھٹائے (یعنی کم کرے) گا ، اللہ کریم اس کو جہنّم میں ڈالے گا۔ (تَنوِیرُ الاَبصار، دُرِّمُختار ج ۱۰، ص ۵۲۲، فتاوی رضویہ ج ۲۹، ص ۲۷۴، مُلخصاً)

---

172 ”کئی سو سال بعد بھی دونوں صحابیوں رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کے جسم صحیح تھے“

حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو رونے لگے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اس لئے نہیں رو رہا کہ دنیا چھوٹ رہی ہے کیونکہ موت تو مجھے پیاری ہے (بلکہ رونے کی وجہ یہ ہے کہ) میں نہیں جانتا کہ مجھے آگے کیا پیش ہوگا؟ یعنی اللہ کریم مجھ سے راضی ہوگا یا ناراض؟ (ابن عساکر، ج۱۲، ص۲۹۶)

انتقال کے کئی سو سال بعد غالباً 20 ذوالحجۃ الحرام 1351 ہجری کو کسی وجہ سے، مفتی اعظم عراق کے فتویٰ کے بعد حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مبارک جسموں کو دوسری جگہ دفن (buried) کرنے کے لیے نکالا گیا تو دنیا بھر سے آنے والے لاکھوں عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ کریم کے پیارے رسول کے دونوں پیارے پیارے صحابیوں کے برکت والے (blessed) جسم اور مُبارک کفن صحیح اور سلامت ہیں، یہاں تک کہ داڑھی شریف کے پیارے پیارے بال بھی بالکل صحیح تھے۔ مُبارک جسموں کو دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ شاید ان کی وفات کو دو تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوا۔ (قبر کھل گئی ص ۱۴ تا ۱۵ ماخوذاً)

اس واقعے (incident) سے سمجھ میں آیا کہ نیک بندوں کو بھی اللہ کریم کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ **اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کا مقام (rank) بھی پتا چلا کہ** انتقال کو ہزار سال سے زیادہ ہوگئے مگر جسم بالکل صحیح وسلامت رہا۔

حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا تعارُف (Introduction):

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی کُنیت (kunyah) ”اَبُوعبدُاللہ“ جبکہ لقب (title) ”صاحبِ سرِّ رسولِ اللہ“ ہے یعنی رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے کچھ راز (secret) جاننے والے۔ آپ رَضِی اللہ عنہ منافقین اور ان کی علامات (symptoms) کو جانتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ غیب کی خبریں بتانے والے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو اپنے قریب بلایا اور ایک منافق کا نام بتایا۔ (معجم کبیر، ج۳، ص۱۶۴، حدیث: ۳۰۱۰)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو "مدائن" شہر کا گورن(governor) بنادیا۔ اتنے سادہ تھے کہ جب آپ مدائن میں آئے تو لوگ پہچان نہ سکے کہ آپ گورنر ہیں (تاریخ ابن عساکر، ج۱۲، ص۲۸۶، ماخوذاً)۔ کچھ وقت کے بعد جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو آپ کی واپسی کا پتا چلا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مدینے آنے والے راستے پر آ گئے تاکہ دیکھیں کہ آپ کی پہلے والی حالت (condition) اور اب کی صورتِ حال میں کیا فرق ہے؟ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو پہلی حالت پر دیکھا (یعنی آپ خالی ہاتھ ہی تھے) تو (خوش ہو کر) آپ کو گلے سے لگالیا اور فرمایا: تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ (الزہد لاحمد، ص۲۰۰)

---

173 "حضرت ابو جابر عبداللہ شہید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ"

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ (یعنی میرے والد) غزوہ اُحُد کے دن شہید (یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہو گئے تو اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ کریم نے تمہارے والد سے کیا فرمایا ہے؟ میں نے عرض کی: ضرور بتائیے۔ فرمایا: اے عبداللہ! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا فرماؤں گا۔ تو تمہارے والد نے عرض کیا: یاربّ! مجھے دوبارہ (again) زندگی عطا فرما تاکہ میں تیری راہ میں دوسری مرتبہ شہید ہو جاؤں۔ تو اللہ کریم نے فرمایا کہ میرا یہ فیصلہ ہے (جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے)، ترجمہ (Translation): (تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ) تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ (پ۲۰، سورۃ القصص، آیت:۳۹) (ترجمہ کنز العرفان) پھر تمہارے والد نے عرض کیا: مجھ سے پیچھے رہ جانے والوں تک یہ بات پہنچادے۔ تو اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، رقم ۲۸۰۰، ج۳، ص۳۶۱)، ترجمہ (Translation): اور جو اللہ

(کریم) کی راہ میں شہید کئے گئے ہر گز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔(پ۴، آل عمران:۱۶۹)(ترجمہ کنز العرفان)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْهُمْ کو اللہ کریم سے بہت محبّت تھی جبھی تو حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اللہ کریم کی راہ میں دوبارہ (again) شہید (یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہونے کی خواہش (desire) کی۔

تعارُف (Introduction):

حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ، مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری اور مشہور صحابی حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے والد ہیں (اسد الغابۃ، عبداللہ بن عمرو بن حرام، ج۳، ص۳۵۳)۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے جسم مبارک کو کسی وجہ سے دو (2) مرتبہ قبر مبارک سے نکالنا پڑا۔ پہلی مرتبہ چھ (6) مہینے کے بعد نکالا گیا، تو وہ اسی حالت (condition) میں تھے جس حالت میں دفن (buried) کیا گیا تھا (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، حدیث ۱۳۵۱، ج۱، ص۴۵۴)۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوسری مرتبہ چھیالیس (46) سال کے بعد اپنے والد ماجد (یعنی حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ) کی قبر کو کسی وجہ سے کھود کر ان کے برکت والے (blessed) جسم کو نکالا، تو میں نے ان کو اسی حالت (condition) میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا، تو زخم سے خون نکلنے لگا۔ پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا (یعنی اُن کا جسم زندہ لوگوں کی طرح تھا)۔ اور ان کا کفن جو (کپڑوں کی کمی کی وجہ سے صرف) ایک چادر کا تھا، وہ بالکل صحیح تھا۔(حجۃ اللہ علی العالمین، ص۶۱۵، مطبوعہ برکاتِ رضاہند)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بخاری شریف" میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے رات میں اپنے بیٹے حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو بلا کر فرمایا: میرے پیارے بیٹے! کل صبح جنگ اُحُد میں سب سے

پہلے میں ہی شہید ہونگا اور بیٹا سن لو! اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد تم سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں ہے لہٰذا تم میرا قرض (loan) واپس کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک (good behavior) کرنا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ واقعی صبح کو میدان جنگ میں سب سے پہلے میرے والد صاحب ہی شہید (یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہوئے (بخاری، ج۱، ص۱۸۰، اسد الغابہ، ج۳، ص۲۳۲)۔ **معلوم ہوا کہ** اللہ کریم کی عطا اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صَدْقے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کل کی باتیں بھی بتا دیتے ہیں۔

---

174 "ایک دن موت آئے گی"

{1} ہر شخص کی جتنی زندگی طے (fixed) ہے اُس سے نہ زیادہ ہوسکتی ہے اور نہ ہی کم {2} جب انسان کی زندگی کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو اللہ کریم کے فرشتے رُوح نکالنے کے لئے آتے ہیں (اور بندے کا انتقال ہو جاتا ہے) {3} جس شخص کی رُوح نکالی جانی ہوتی ہے اُسے اپنے آس پاس (یعنی قریب) فرشتے ہی نظر آتے ہیں {4} مسلمان کے آس پاس رَحمت کے فرشتے ہوتے ہیں جبکہ غیر مسلم کے آس پاس عذاب (punishment) کے فرشتے ہوتے ہیں {5} موت کے وقت ہر شخص کو یہ بات پتا چل جاتی ہے دینِ اِسلام ہی حق اور سچا دین ہے لیکن اُس وقت اگر کوئی اِسلام قبول (accept) کرے تو اس کا مسلمان ہونا قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اُسے اپنی زندگی میں اِسلام لانے کا حکم دیا گیا تھا اور اب وہ وقت ختم ہو گیا {6} دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور دنیا ہے، جسے "بَرْزَخ" (یعنی پردہ) کہا جاتا ہے، مرنے کے بعد انسان اور جنّات قیامت تک بَرْزَخ میں رہتے ہیں {7} بَرْزَخ میں کوئی آرام میں ہوتا ہے اور کوئی تکلیف میں ہوتا ہے {8} مرنے کے بعد بھی رُوح کا بدَن کے ساتھ تعلق (relation) باقی رہتا ہے {9} جس طرح دنیا میں جسم کو پہنچنے والے آرام یا تکلیف کا اِحساس (feel) ہماری رُوح کو ہوتا تھا اُسی طرح مرنے کے بعد جسم کو پہنچنے والے آرام یا عذاب (punishment) کا

احساس بھی رُوح کو ہوتا ہے (اگر چہ روح جسم میں موجود نہ ہو) {10} مرنے کے بعد مسلمان کی روح مختلف (different) جگہوں پر رہتی ہے۔ مثلاً: ○ قبر میں ○ مکّے شریف میں خانہ کعبہ کے قریب، زَم زَم شریف کے کنویں (well) میں ○ آسمان وزمین کے درمیان ○ پہلے سے لے کر ساتویں آسمان تک ○ آسمانوں سے بھی اوپر ○ عرشِ الٰہی[4] کے نیچے فانوسوں (lanterns) میں ○ جنّت کے بہت ہی اونچے مکانات میں {11} اِسی طرح غیر مسلموں کی رُوح بھی مختلف (different) جگہوں پر رہتی ہے۔ مثلاً: ○ قبر میں ○ مُلکِ یَمَن کے ایک نالے (drain) میں ○ پہلی سے لے کر ساتویں زمین تک ○ ساتوں زمینوں سے نیچے جہنّم کی ایک وادی (valley) میں {12} جو کوئی بھی قبر پر آئے مرنے والا اُسے دیکھتا، پہچانتا اور اُس کی بات بھی سنتا ہے (جبھی تو ہم قبرستان جا کر انتقال کرنے والے مسلمانوں کو سلام کرتے ہیں) {13} "تناسُخ" اور "آواگون" کا عقیدہ (belief) رکھنا "کفر" ہے، یعنی یہ عقیدہ رکھنا کُفر ہے کہ: مرنے کے بعد روح نکل کر کسی اور انسان یا جانور میں چلی جاتی ہے {14} مرنے والا شخص بات بھی کرتا ہے، لیکن اُس کی بات انسان اور جنّات کے علاوہ (other) سارے حیوان سنتے ہیں {15} قبر مرنے والے کو دباتی بھی ہے۔ اگر مرنے والا مسلمان ہے تو ایسے دباتی ہے جیسے ماں، پیار سے اپنے بچے کو گلے لگاتی ہے {16} اور اگر مرنے والا غیر مسلم ہو تو قبر اتنے زور سے دباتی ہے کہ پسلیاں (ribs) ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں (بہار شریعت، ج۱، ص۹۸ تا ۱۱۵، ماخوذاً) {17} اَنبیائے کرام عَلَیۡھِمُ السَّلَام کو قبر نہیں دباتی (شرح الصدور، ص۱۱۰) {18} نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے مَرَضُ الموت (یعنی ایسی بیماری کہ جس میں یہ خوف ہو کہ اس مریض کا انتقال ہو جائے گا اور پھر اسی بیماری میں اُس کا انتقال بھی ہو جائے۔ فتاویٰ رضویہ، ج۲۵، ص۴۵۷، ماخوذاً) میں سورۃُ الاِخلاص کی تلاوت کی وہ فتنۂ قبر میں مبتلا نہیں ہو گا (یعنی قبر کی آزمائشوں وغیرہ سے بچے گا) اور قبر کے دبانے سے بھی حفاظت میں رہے گا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۲۴۳، حدیث:۲۰۹۱)

---

(4) "عرش" کی تفصیل (detail) کے لیے topic number:225 دیکھیں۔

175 ”درود و سلام کی برکتوں(blessings)والی کتاب: دلائل الخیرات“

ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزُولی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وُضو کرنے کے لئے ایک کنویں(well) پر گئے مگر اُس میں سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز پاس نہ تھی۔ شیخ پریشان تھے کہ کیا کریں؟ اتنے میں ایک اُونچے مکان سے بچی نے دیکھا تو کہنے لگی: یا شیخ! آپ وہی ہیں نا، جن کی نیکیاں بہت مشہور(famous) ہیں، اِس کے باوُجود آپ پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کس طرح نکالوں! پھر اس بچی نے کنویں میں کچھ ڈالا۔ تھوڑی ہی دیر میں کنویں کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ کنویں سے نکل کر زمین پر گرنے لگا۔ شیخ نے وُضو کیا اور اُس بچی سے کہنے لگے: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے یہ کیسے کیا؟ اس بچی نے جواب دیا: میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کثرت سے **دُرُودِ پاک** پڑھتی ہوں۔ یہ سُن کر حضرتِ شیخ سلیمان جزولی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قَسم کھائی کہ میں دُرُود و سلام کے فضائل پر کتاب ضرور لکھوں گا (مطالع المسرات مترجم، ص ۳۳،۳۴ ملخصاً) پھر آپ نے ”دَلَائِلُ الْخَیْرَات“ نام کی کتاب لکھی، جو کہ دنیا بھر کے عاشقانِ رسول میں مشہور ہے۔

اس واقعے(incident) سے معلوم ہوا کہ درود شریف کی بہت برکتیں(blessings) ہیں اور وہ لوگ جو درود و سلام سے دور ہیں، وہ دنیا و آخرت کے بہت بڑے فائدوں سے دور ہیں۔

تعارُف(Introduction):

دَلائِلُ الْخَیرات شریف لکھنے والے حضرت شیخ محمد بن سلیمان جَزُولی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کسی نے حسد(jealousy) کی وجہ سے زہر(poison) کھلا دیا اور آپ فجر کی نماز کے سجدے میں انتقال فرما گئے۔ کسی وجہ سے ستتر(77) سال کے بعد لوگ آپ کے مبارک جسم کو مزار شریف سے نکال کر ”مراکش“ لے آئے، آپ کا کفن (انتقال کرنے والوں کو جو کپڑا پہنایا جاتا ہے) صحیح اور بدن بالکل زندوں کی طرح تازہ(fresh) اور نرم تھا۔

زندہ انسان کے جسم پر انگلی رکھ کر کسی جگہ کو دبایا جائے تو خون وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور وہ جگہ سفید ہو جاتی ہے پھر جب انگلی ہٹائی جائے تو خون اس جگہ واپس آ جاتا ہے اور وہ سفیدی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ زندہ انسان کا خون چل رہا ہوتا ہے۔ کسی نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے چہرے پر انگلی رکھی تو خون ہٹ گیا اور وہ جگہ سفید ہو گئی اور جب ہٹائی تو پہلے کی طرح ہو گیا جس طرح زندہ انسان کا ہوتا ہے۔ انتقال سے پہلے آپ نے داڑھی کا خط بنوایا تھا(یعنی داڑھی کے علاوہ(other) جو چہرے کے بال تھے وہ صاف کروائے تھے)، اس وقت بھی چہرہ اسی طرح تھا جیسے ابھی خط بنوایا ہو۔

آپ سلسلۂ عالیہ **"شاذلیہ"** کے پیر صاحب تھے اور آپ کے چھ لاکھ، بارہ ہزار پینسٹھ (Six lakh, twelve thousand sixty five) مریدین تھے۔ آپ کا مزار مبارک "مراکش" میں ہے۔ بہت سے لوگ آپ کے مزار شریف پر دَلائِلُ الْخَیرات شریف پڑھتے ہیں۔ (مطالع المسرات، ص ۴، مطبوعہ فیصل آباد مُلخصاً)

---

176 "پیشانی(forehead) چمک رہی تھی"

25 رجب المرجب 1430ھ بمطابق 18-07-2009 ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات بابُ المدینہ کراچی میں کئی گھنٹے تک بارش کا سلسلہ ہوا جس کی وجہ سے تقریباً 3 سال 7 مہینے 10 دن پہلے انتقال کرنے والے مفتیٔ دعوت اسلامی، الحاج، الحافظ، محمد فاروق عطاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قبر کھل گئی۔ جو اسلامی بھائی صحرائے مدینہ میں موجود تھے انہوں نے قسم کھا کر کچھ یوں بتایا کہ ہم نے دیکھا کہ مفتیٔ دعوتِ اسلامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مبارک لاش(یعنی جسم) اور کفن (انتقال کرنے والوں کو جو کپڑا پہنایا جاتا ہے) اِس طرح صحیح تھے کہ جیسے ابھی ابھی انتقال ہوا ہو۔ چہرے کی ایک طرف سے کفن ہٹا ہوا تھا، عمامہ شریف، کان کے قریب زلفوں کا کچھ حصہ اور چمکتی ہوئی پیشانی(forehead) بھی نظر آ رہی تھی۔

اس واقعے(incident) کے تقریباً دس(10) دن بعد شرعی رہنمائی لینے کے ساتھ مفتیان کرام، عُلمائے

کِرام، اور ہزاروں اسلامی بھائیوں کی موجودگی میں خلیفہ امیرِ اہلسنّت، ابو اُسید، حاجی عبید رضا ابن عطارؔ مدنی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ قبر میں ہونے والا سوراخ دیکھنے کے لیے قبر میں اُترے تا کہ یہ اندازہ(guess)لگائیں کہ جسم کو باہر نکالنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے اندر کا جائزہ لیا(view کیا)اور اندر ہی سے دعوتِ اسلامی کے "دارالافتاء اہلسنّت" کے مفتی صاحب کو صورتِ حال (condition) بیان کی انہوں نے بدن باہر نہ نکالنے کا حکم فرمایا، خلیفہ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو مُووی کیمرہ دیا گیا، پرانی قبر کے اندرونی ماحول اور اوپر سے مٹی وغیرہ گرنے کے باوجود اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اُنہوں نے عمامہ شریف، پیشانی مبارک اور زلفوں کے کچھ حصّے کی مووی بنالی، جو کہ "صحرائے مدینہ" میں لگائی گئی مختلف اسکرینوں پر ہزاروں اسلامی بھائیوں نے دیکھی (اور آج بھی www.dawateislami.net سے دیکھی جاسکتی ہے)۔

(فیضانِ سنت، باب غیبت کی تباہ کاریاں، جلد ۲، ص ۴۶۶ مُلخصاً)

اس واقعے (incident) سے پتا چلا کہ نیک لوگوں، نیک نسبتوں اور نیک ماحول کی بہت زیادہ برکتیں (blessings) ہیں۔

تَعَارُف(Introduction):

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر تحریک، دعوتِ اسلامی کی "مرکزی مجلسِ شوریٰ" کے رُکن، شیخِ طریقت، عالمِ شریعت، پابندِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطارؔ** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مرید، مُفتیٔ دعوتِ اسلامی، الحاج، اَلحافِظ، اَلقاری، حضرتِ علامہ مولانا، مفتی **محمد فاروق** عطارِی مدنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بارے میں خود ان کے پیر ومرشد یعنی امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ میرا حُسنِ ظن (یعنی ان کے بارے میں اچھا گمان) ہے کہ وہ دعوتِ اسلامی کے مُخلِص مبلّغ اور اللہ کریم سے ڈرنے والے بُزُرگ تھے اور گویا اِس حدیثِ پاک میں جس طرح زندگی گزارنے کا فرمایا گیا ہے، اُن کی زندگی ایسی ہی تھی، حدیث میں ہے: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ یعنی دنیا میں اس طرح رہو کہ گویا تم مسافر ہو (صحیح بُخاری ج ۴ ص ۲۲۳ حدیث ۶۴۱۶)۔ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ بمطابق 17-2-2006 جُمعَہ کے دن، نَمازِ جمعہ

پڑھنے کے بعد جب اپنے گھر(گلشنِ اقبال، بابُ المدینہ کراچی) آئے تو اچانک(suddenly) دل کی حرکت بند ہونے کی وجہ سے تقریباً 30 سال کی عمر میں جوانی میں ہی انتقال فرماگئے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو صحرائے مدینہ، بابُ المدینہ کراچی میں دفن(buried) کیا گیا۔ (فیضان سنت، باب غیبت کی تباہ کاریاں، جلد ۲، ص ۴۶۶ ملخصاً)

---

177 ”مرنے کے بعد کیا ہوگا؟“

قبر میں آسانی یا تکلیف:

{1} جب مرنے والے کو قبر میں دفنا(یعنی قبر میں اُتار) دیا جاتا ہے تو دو(2) فرشتے اپنے کئی گز لمبے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے(tearing the ground) قبر میں آتے ہیں ○ اُن کی شکلیں بہت خوفناک(fearsome) ہوتی ہیں ○ آنکھیں کالی اور نیلی اور دیگ(pot) جتنی بڑی ہوتی ہیں ○ آنکھوں میں آگ بھڑک(flared up) رہی ہوتی ہے ○ جسم کا رنگ بھی کالا ہوتا ہے ○ اور پورے جسم پر بال ہوتے ہیں ○ ان میں سے ایک کا نام ”مُنْکَر“ جبکہ دوسرے کا ”نَکِیْر“ ہوتا ہے {2} یہ مرنے والے کو ڈانٹ کر اٹھاتے اور بہت سختی سے یہ تین(۳) سوالات کرتے ہیں: (۱) تیرا ربّ کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) (ایک صورت دکھا کر پوچھا جاتا ہے:) اِن کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ {3} مرنے والا نیک مسلمان ہو تو یہ جوابات دیتا ہے: (۱) میرا ربّ اللہ کریم ہے (۲) میرا دین اسلام ہے (۳) (اور صورت دیکھ کر کہتا ہے کہ) یہ تو میرے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ اِس کے بعد مسلمان کو اُس کے اَعمال(نیک کام وغیرہ) کے مطابق مختلف(different) نعمتیں دی جاتی ہیں اور اُس کا قیامت تک کا وقت بہت آرام میں گزرتا ہے {4} جبکہ اگر مرنے والا غیر مسلم ہو تو ہر سوال کے جواب میں وہ یہی کہتا ہے: ”افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں تو جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی وہی کہتا تھا (بہار شریعت، ج ۱، ۹۸ تا ۱۱۵ ماخوذاً) {5} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: قبر کا عذاب(punishment) حق ہے (بخاری، ج ۱، ص ۴۶۳، حدیث: ۱۳۷۲) {6} یہ عقیدہ(belief) رکھنا واجب اور لازم ہے (یعنی دل میں یہ بات مضبوطی سے(firmly) بیٹھی ہو)

کہ مُنْکَر نَکِیْر سوالات کریں گے (شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص۳۶۹،۳۷۰){7} مُنْکَر نَکِیْر کے سوالات روح و بدن دونوں سے ہونگے (فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۸۵۱، ملخصاً){8} اِن سوالات کے بعد کافر اور جن گناہ گاروں کے لیے حکم ہو گا ان پر مختلف عذابات (different punishment) شروع ہو جاتے ہیں اور مرنے والا بہت زیادہ تکلیفوں (troubles) میں ہو گا{9} قبر میں نعمتوں کا ملنا یا عذاب (punishment) ہونا حق اور سچ ہے، اس کا انکار (denial) کرنا گمراہی (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والی بات) ہے۔ (بہار شریعت، ج۱، ص۱۱۳، ملخصاً){10} انسان جیسے بھی مرے، چاہے جل جائے، ڈوب جائے یا کوئی جانور اُسے کھا جائے ہر حال میں اُسے قبر کے سوالات کا جواب دینا ہوتا ہے اور پھر آگے نعمتوں یا عذاب کا سلسلہ بھی ہوتا ہے○ جسم اگرچہ گل (یعنی melt ہو) جائے، جل جائے، مٹّی ہو جائے، مگر اُس جسم کے اصلی حصّے (original parts) قیامت تک باقی رہیں گے، اور انہی پر عذاب (punishment) اور ثواب ہوتا ہے۔ یہ اصلی حصّے بہت چھوٹے ہوتے ہیں کہ دوربین (microscope) سے بھی نظر نہیں آتے، نہ آگ اُنھیں جلا سکتی ہے، نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے اور اُنھیں پر قیامت کے دن دوبارہ مکمل جسم بن جائے گا۔ اس کو یوں سمجھیں کہ جیسے: بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کتنا چھوٹا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا جوان ہو جاتا ہے، پھر بیماری میں کمزور ہو جاتا ہے، پھر بیماری کے بعد طاقت ور ہو جاتا ہے، اِن سب تبدیلیوں (changes) سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شخص بدل گیا، اسی طرح قیامت کے دن ہو گا۔ (بہار شریعت، ج۱، ص۱۱۲، ماخوذاً)

قبر میں بھی ان کے جسم صحیح رہتے ہیں:

{1} اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، اَوْلِیَائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم، عُلَمائے کرام، حافظِ قرآن، شہید (یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔ murder ہونے والا)، ہمیشہ اللہ کریم کی نافرمانی سے بچنے والے اور اکثر دُرود شریف پڑھنے والے شخص کے بدن کو مٹّی نہیں کھاتی (بہار شریعت، ج۱، ص۱۱۴ ملخصاً){2} **انبیائے کرام** عَلَیْہِمُ السَّلَام **زندہ ہیں** حدیثِ پاک میں ہے: اَنْبِیاء (عَلَیْہِمُ السَّلَام) زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں (مسند ابی یعلی، ۳/۲۱۶، حدیث:

۳۴۱۲)۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: تمام اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے لیے (وفات) صرف ایک پل (a moment) کے لیے آتی ہے پھر ان کے لیے زندگی ہے۔ جو اس بات کا انکار (denial) کرے، وہ بدمذہب، گمراہ اور جہنّم میں جانے کا حقدار (entitled) ہے (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۰۴، ماخوذاً) {3} جو اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بارے میں کہے کہ "وہ فوت ہو کر مٹی میں مل گئے" ایسا شخص گمراہ (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والا) اور بے دین ہے (بہار شریعت، ج ۱، ص ۱۱۵، مُلخصاً) {4} روزانہ رات میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ (پوری سورت) پڑھنے والا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا (یعنی بچ جائے گا)۔ (ترمذی، ج ۴، ص ۴۰۷، حدیث: ۲۸۹۹، مفہوما) {5} تلاوتِ قراٰن کرنے والا بھی عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ (معجم اوسط، ج ۶، ص ۴۰۷، حدیث: ۹۴۳۸، مفہوما) امام عمر نَسَفِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: اللہ کریم کا حکم ماننے والے مسلمان کو عذابِ قبر نہیں ہو گا لیکن اسے قبر دبائے گی۔ (بحر الکلام، ص ۲۱۹ مُلخصاً)

---

178 "تراویح کی جماعت"

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بُخاری شریف" میں موجود ہے کہ: مسلمانوں کے دوسرے (2nd) خلیفہ (حاکم-caliph)، جنّتی صحابی، امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه ایک مرتبہ رَمَضان المُبارَک کے مہینے کی ایک رات مسجد میں گئے تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ طریقے سے تراویح پڑھ رہے ہیں، کوئی اکیلا (alone) تو کچھ حضرات کسی کے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه نے فرمایا: میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں (یعنی یہ سب ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھ لیں حالانکہ (although) اس انداز (style) سے ایک امام کے پیچھے تراویح جماعت سے پڑھنے کا سلسلہ **خَاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمَامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں نہیں ہوا تھا، لیکن پھر بھی)، آپ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه نے حضرت اُبَی بن کَعب رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه کو سب کا امام بنا دیا، پھر جب دوسری رات تشریف

لائے اور دیکھا کہ لوگ جماعت کے ساتھ (تراویح کی) نماز پڑھ رہے ہیں (تو بہت خوش ہوئے اور) فرمایا: نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ (یعنی) یہ اچّھی بدعت ہے۔ (بُخاری، ج۱، ص۶۵۸، حدیث،۲۰۱۰)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے دین میں اچھے طریقے نکالے ہیں تاکہ لوگ دین پر اچھی طرح عمل کر سکیں۔

---

179 "قرآنِ کریم میں نقطوں اور اعراب کا آغاز"

حجاج بن یُوسُف کے ایجاد کردہ کاموں (invented works) میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے سب سے پہلے قرآنِ پاک میں علامات (symptoms) لگائیں ، اسی طرح زبر، زیر، پیش اور نقطوں وغیرہ بھی لگائے۔ قرآنِ پاک بہت خوبصورت طریقے سے لکھنے کی کوشش کی لیکن اس طرح کا کام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے نہیں کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یُوسُف نے تیس (30) قاریوں کو جمع کیا جنہوں نے ایک مہینے میں قرآنِ کریم کے حُروف اور اَلفاظ کو گنا (count کیا) اور اگر اُمّت (nation) کے **پہلے (1st) خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ **یا دوسرے (2nd) خلیفہ حضرت عمر فاروق** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ **یا تیسرے (3rd) خلیفہ حضرت عثمان غنی** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ **یا چوتھے (4th) خلیفہ حضرت علی المرتضٰی** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ انہیں اس طرح قرآنِ کریم کے حُروف گنتے ہوئے دیکھ لیتے تو یقیناً ان کے سروں پر دُرّے (whip) لگاتے کیونکہ فرمایا گیا کہ آخری زمانے میں قرآنِ کریم پڑھنے والے ایسے لوگ ہوں گے جو قرآنِ کریم کے حُروف کی خوب حِفَاظَت (protection) کریں گے **مگر اس میں دیے گئے حکموں پر عمل نہیں کریں گے۔**

حجاج بن یُوسُف اپنے زمانے میں سب سے بڑا قرآنِ کریم کا قاری تھا اور اُسے سب سے اچھا قرآنِ کریم یاد تھا، وہ ہر تین (3) دن میں قرآنِ پاک کا ختم کیا کرتا تھا مگر اس سے بڑھ کر قرآنِ کریم کی حکموں پر عمل نہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ (قوتُ القلوب ج۲، ص۴۹،۴۸ ماخوذاً)

اس واقعے (incident) سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے زمانے کے بعد بھی دین میں جو نئے کام

ہوں لیکن دین کی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں، ان پر عمل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں نقطے وغیرہ بعد میں لگائے گئے مگر اب شاید دنیا میں ایک مسلمان بھی ایسا نہ ہوگا کہ جو نقطوں کے بغیر قرآنِ پاک پڑھ سکے (زبانی یاد ہونا، ایک الگ بات ہے) حالانکہ (although) یہ نقطے کسی نیک آدمی نے نہیں لگائے، ان کا لگانے والا بہت بڑا ظالم آدمی تھا۔

---

180 "اچھے اور بُرے طریقے"

{1} اللہ کریم فرماتا ہے: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ (ترجمہ کنز العرفان) (پ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۰۱) عُلمائے کِرام فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کام کو شریعت نے منع نہ کیا ہو وہ جائز ہے۔ (صراط الجنان ج۳، ص۷ ملخصاً)

{2} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: حلال وہ ہے جو اللہ کریم نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اُس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا (یعنی جس بارے میں کچھ بھی نہ فرمایا) تو وہ معاف (یعنی جائز) ہے۔ (ترمذی، کتاب اللباس، ج۳، ص۲۸۰، الحدیث: ۱۷۳۲)

{3} ہمارا دین قیامت تک کے لیے ہے، اس کے اصول ایسے ہیں کہ قیامت تک آنے والے، مختلف (different) قوم والے، مختلف ذہنوں والے، مختلف جگہوں (different places) پر رہنے والے، بعد میں آنے والے سب کے سب اس پر عمل کر سکیں۔ ہمیں ہمارے دین نے بتا دیا کہ یہ یہ کام کرنا ثواب ہے، یہ یہ کام گناہ والے ہیں، اس کے علاوہ (other) جو کام کریں وہ منع نہیں ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی عادتیں بدلیں (habits change)، زندگی کے انداز (manners) بدلے، اب انہیں دین کے قریب لانے کے لیے کوئی ایسا کام کیا کہ دین جسے منع نہیں کرتا تو اچھی نیّت کے ساتھ کر سکتے ہیں جیسے پہلے مسجدوں میں کھجور کے درخت کو پلر (columns) کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا، اب مسجدیں مضبوط، اچھی، خوبصورت بنتی

ہیں۔ اگر کوئی ایسا کام کیا کہ دین جس کی اجازت نہیں دیتا تو یہ گناہ کا کام ہے جیسے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اس کی مثال دی: شبِ براءَت میں آتش بازی (fireworks) ہوتی ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں مال کو ضائع (waste) کرنا بھی پایا جاتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۲۳، ص۲۷۹، مُلخصاً)

{4} فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا، اس کے لئے اسے نکالنے اور بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے، اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ ہو گا۔ جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا، اس پر اس طریقہ کو نکالنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، الحدیث: ۲۳۵۱، ص۸۳۸)

بدعت:

{1} ہر وہ نیا کام ہے جو سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مبارک دور (یعنی آپ کی ظاہری زندگی) میں نہ تھا بعد میں کسی نے اس کو شروع کیا، اسے **"بدعت"** کہتے ہیں۔ اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اس بدعت کو "بدعتِ سَیّئہ" یعنی بُری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں سرکار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: یہ مَردود (rejected-رد، ٹُھکرایا ہوا) ہے (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، الحدیث: ۴۴۹۲، ص۹۸۲، مُلخصاً)۔ وہ نیا کام جو قرآن وسنّت کے خلاف (against) نہیں ہے اسکو "بدعتِ مُباحہ" یعنی جائز بدعت یا "بدعتِ حَسَنَہ" یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں۔

{2} یوں "بدعت" کی تین قسمیں بنیں: (۱) اچھی بدعت (۲) بُری بدعت (۳) جائز بدعت۔ ان کی مثالیں:

اچھی بدعت: جیسے مدرسوں کی تعمیر (construction)، درسِ نظامی (جسے عالم کورس کہتے ہیں)، جشنِ ولادت اور میلاد کی محفلیں وغیرہ۔

بُری بدعت: جیسے بُرے عقیدے (beliefs)، شبِ براَت میں پٹاخے پھوڑنا۔

جائز بدعت: جیسے ولیمے وغیرہ کی دعوت میں عمدہ عمدہ (یعنی بہترین) کھانے بنانا۔

{3} سرکار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسلمانوں میں کئی دینی نئے کام ہوئے جیسے:

○حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی زندگی میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

○چاروں صحابہ (یعنی مسلمانوں کے پہلے (1st)، دوسرے (2nd)، تیسرے (3rd) اور چوتھے (4th) خلفاء، حاکمین۔caliphs) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد، حجاج بن یوسف نے قرآنِ پاک میں نقطے و اعراب (زبر، زیر، پیش) لگوائے اور آج دنیا بھر میں نقطے والے قرآنِ پاک ہی موجود ہیں۔

○اسی طرح مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کے لئے محراب (archway)، ولید کے دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے بنائی تھی۔

○چھ (6) کلمے جو ہمارے ہاں کئی بچوں کو یاد ہوتے ہیں، یہ چھ (6) کلمے تو بہت بعد میں مسلمانوں میں اس طرح لکھنے، پڑھنے اور یاد ہونے لگے لیکن دین اور شریعت نے اسے منع نہیں کیا ہے لہٰذا یہ کام کرنا، جائز ہے۔

(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت، ص ۱۲۱ تا ۱۱۸، ماخوذاً)

○پہلے امام صاحبان، مؤذّن صاحبان، قاری صاحبان اور درسِ نظامی پڑھانے والوں کو وظیفہ یا مشاہرہ (salary) نہیں دیا جاتا تھا اور اب سب لیتے ہیں۔ پہلے نہ اس طرح درسِ نظامی (جسے عالم کورس کہتے ہیں) پڑھایا جاتا تھا اور اب ہر جگہ پڑھایا جاتا ہے۔ پہلے نہ "بُخاری شریف" پڑھانے سے پہلے "افتتاحِ بُخاری شریف" اور ختم ہونے پر "اختتامِ بُخاری شریف" کے اجتماعات ہوتے تھے اور اب جگہ جگہ ہوتے ہیں، بلکہ خود "بُخاری شریف" بھی کئی سو سال کے بعد لکھی گئی ہے تو کیا اسے بھی بُری بدعت کہا جائے گا؟

---

181 "قرآن جمع کیا گیا"

اُمّت (nation) کے سب سے پہلے (1st) خلیفہ حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب خلیفہ (caliph) بنے تو کچھ جھوٹے لوگ ایسے کھڑے ہوئے کہ اپنے آپ کو نبی کہنے لگے (حالانکہ (although) ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو آخری نبی ہیں، خود فرمایا کہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (صحیح البخاری، کتاب

المغازی، الحدیث:۴۴۱۶، ج۳، ص۱۴۴))، دینِ اسلام کے ان دشمنوں کے خلاف (against) جنگ ہوئی تو اس میں بہت سارے حافظ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم شہید ہو گئے (یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder کر دیے گئے)۔

اُمّت کے دوسرے (2nd) خلیفہ، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ امیر المؤمنین، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اس لڑائی میں بہت سے وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم شہید ہو گئے ہیں جنہیں قرآنِ پاک یاد تھا، اگر اسی طرح جنگوں میں حافظ شہید ہوتے رہے اور قرآنِ عظیم کو ایک جگہ لکھا ہوا جمع نہ کیا گیا تو مسلمان پریشان ہو جائیں گے، میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس بات کا حکم دیں کہ قرآنِ مجید کی سب سورتیں ایک جگہ لکھ لی جائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا: جو کام حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے نہ کیا وہ ہم کیسے کریں؟ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے عرض کی: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے یہ کام نہ کیا لیکن خدا کی قسم! یہ کام بھلائی کا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو ان کا مشورہ پسند آگیا اور آپ نے حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو قرآن شریف جمع کرنے (یعنی ایک جگہ لکھنے) کا حکم دے دیا (بخاری، ج۳، ص۳۹۸، حدیث:۴۹۸۶ماخوذاً) یہاں تک کہ کچھ دنوں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! پورا قرآنِ پاک ایک جگہ لکھ لیا گیا۔ اور بعد میں اُمّت (nation) کے تیسرے (3rd) خلیفہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے اس قرآنِ پاک کی طرح مزید (more) قرآنِ پاک (copies) تیار کروا کے مختلف (different) علاقوں میں بھیج دیے تھے (بخاری، ج۳، ص۳۹۹، حدیث:۴۹۸۷ملخصاً) جس کی تفصیل (detail) یہ ہے کہ اُمّت کے چوتھے (4th) خلیفہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے مشورے پر ہمارے تیسرے (3rd) خلیفہ، حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے قرآن پاک بھیجے تھے، آپ نے یہ مشورہ قبول (accept) کر کے قرآنِ پاک کے فیضان کو عام کیا اس لیے آپ کو "جامعُ القرآن" (یعنی قرآنِ پاک کو جمع کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص۴۳۹ تا ۴۵۲، ملخصاً)

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بخاری شریف" وغیرہ میں موجود اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ ہمارے چاروں خلیفہ (پہلے: صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ، دوسرے: فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ،

تیسرے: عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۂُ اور چوتھے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۂُ، سب کے سب) اسلام اور مسلمانوں کی دینی حالت (condition) کے بارے میں سوچتے اور ضرورت ہوتی تو اسلام میں ایسا نیا کام لے آتے یا نیا کام لانے کا مشورہ دیتے کہ جو دین کے اصول کے خلاف (against) نہ ہو۔

----

182 "بُرے طریقے"

سن ۸۰ ہجری میں حجاج ایک ظالم گورنر (governor) بنو اُمیّہ کے علاقے میں تھا، اس وقت جنّتی صحابی حضرت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ فرمایا کرتے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں جو چیزیں تھیں آج میں ہر چیز کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں، لیکن یہ ایک بات باقی ہے کہ گواہی دی (یعنی یہ ایک بات مانی) جاتی ہے کہ اللہ کریم کے علاوہ (except) کسی اور کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ عَرض کی گئی: اے ابو حمزہ! کیا نَماز بھی بدل گئی ہے؟ فرمایا: کیا انہوں نے نَماز میں ان باتوں کو شامِل نہیں کر دیا جو پہلے نہ تھیں؟ آپ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ کی مُراد یہ تھی کہ اب نَماز دیر سے پڑھی جاتی ہے (قوت القلوب ج ۲، ص ۵۱، ۵۰)۔

یاد رہے! فجر میں اتنی دیر (late) کرنا مکروہ ہے کہ سورج نکلنے کا شک (doubt) ہونے لگے (بہارِ شریعت ح ۳، ص ۴۵۱، مسئلہ ۵، مُلخصاً) **اسی طرح! مغرب میں اتنی دیر کرنا مکروہ (یعنی ناجائز و گناہ) ہے کہ (بڑے بڑے ستاروں کے علاوہ۔ other) چھوٹے چھوٹے ستارے بھی چمک جائیں (نظر آنے لگیں)۔** (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج ۵، ص ۱۵۳، مُلخصاً))

اس واقعے (incident) سے پتا چلا کہ بُرا طریقہ یا بُری بدعت کسی بھی زمانے میں کوئی بھی نکالے وہ بُری ہی ہے۔

----

183 "اچھی بُری بدعت"

بُری بدعت:

{1} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ہر بدعت (یعنی نئی بات) گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنّم میں (لے جانے والی) ہے۔(سُنَنُ النَّسائی ج۲، ص۱۸۹)

{2} فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بدترین (یعنی سب سے بُرے) کام نئے طریقے ہیں ہر بدعت (یعنی نئی بات) گمراہی ہے۔(صحیح مسلم ص۴۳۰ حدیث۸۶۷)

{3} بُری بدعت کو "**بدعت سیئہ**" کہتے ہیں اور بری بدعت کا سب سے بڑا معنیٰ یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے اسلام میں ایسے بُرے عقیدوں (beliefs) کا اضافہ (additions) کر دیں کہ جن کا تعلق (relation) اسلام سے نہیں ہے۔ جس "بدعت" یا "بدعتی (یعنی دین میں نیا کام کرنے والے)" کی سخت برائیاں آئی ہیں، اُس سے مراد ایسے لوگ اور ایسے کام ہیں (یعنی دین میں بُرے عقیدے پیدا کرنے یا ڈالنے والے)۔(مراۃ ج۱، ص۱۱۴ سوفٹ ائیر، ماخوذاً) **یاد رہے!** اگر کفریہ عقیدے کا اضافہ (addition) کیا تو وہ "بدعت" نہیں بلکہ "کفر" ہے اور ایسا کرنے والا مسلمان ہی نہیں رہتا، جیسے: پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد کسی کو "نیا نبی" ماننا۔

{4} اب بُری بدعت کے تین معنیٰ ہیں (1) نیا کام جو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد شروع ہوا مگر وہ کام ایسا ہو کہ اسلام اُس سے منع کرتا ہو (2) خلاف سنت کام کہ جو سنّت کو مٹائے (3) برے عقیدے (beliefs) جو بعد میں پیدا ہوئے۔(جاء الحق، ح۱، ص۱۷۷، ۱۷۸، مطبوعہ لاہور ماخوذاً)

{5} بُری بدعت مکروہ، حرام، گناہِ صغیرہ اور گناہِ کبیرہ ہر طرح کی ہوتی ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۱، ص۱۶۱ مُلخصاً)

بُری بدعت کی مثالیں:

{1} تمام ایسے عقیدے (beliefs) جو پہلے نہ تھے، بعد میں لوگوں نے بنا لیے۔

{2} پیارے پیارے صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے وقتوں میں بھی بُرے لوگوں نے بُرے عقیدے (beliefs) ایجاد کیے جیسے: کسی نے اپنے آپ کو نیا نبی کہا (حالانکہ (although) پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں (ترمذی، ج۴، ص۹۳، حدیث: ۲۲۲۶)) یہ عقیدہ رکھنا تو کفر ہے، اس طرح کے لوگوں نے اسلام میں گمراہ

کرنے (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدے (belief)) بھی نکالے، وہ سب عقیدے (belief) بھی بُری بدعتیں ہیں۔ اس مُبارک زمانے میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوئے کہ جنہوں نے تقدیر (یعنی جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ کریم نے اپنے علم کے مطابق (according to ilm)، اپنے پاس لکھا ہوا ہے) کے اسلامی عقیدے (Islamic beliefs) میں اختلاف کیا (یعنی غیر اسلامی باتیں بولنا شروع کیں) اور گمراہ کرنے (یعنی جہنّم میں لے جانے) والے عقیدے (beliefs) لوگوں کو بتانا شروع کیے، تو یہ عقیدے (beliefs) "بدعتِ سَیِّئَہ" ہی ہیں۔ جنّتی صحابی، حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا نے، اُن کی زندگی میں تقدیر کا انکار (denial) کرنے والے کو "بدعتی" کہا۔ (مراۃ ج۱، ص۱۱۴ سوفٹ ایر، ماخوذاً)

{3} اب اگر کوئی کہے کہ (معاذ اللہ! یعنی اللہ کریم ہمیں اس سے بچائے) اللہ کریم جھوٹ بول سکتا ہے۔ یا کوئی کہے کہ (معاذ اللہ! یعنی اللہ کریم ہمیں اس سے بچائے) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو غیب کا علم نہیں تھا تو یہ عقیدے (beliefs) بھی بدعت ہیں کہ پہلے نہ تھے اب لوگوں نے اپنا عقیدہ بنالیا (جاءالحق، ج۱، ص۱۷۷، ۱۷۸، مطبوعہ لاہور ماخوذاً)۔ **یادرہے!** جو یہ کہے یا یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اور دیگر (other) اَنۡبِیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کو اپنے کچھ غیب کا علم بھی نہیں دیا (یعنی علم غیب میں سے کچھ علم بھی نہ دیا) تو ایسا کہنے والا یا ایسا عقیدہ (belief) رکھنے والا کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۲۹، ص۴۱۶، مُلخصاً))

{4} اگر جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جہاں (فوت ہونے والی کی) میّت کو نہلایا ہو، وہاں چالیس (40) رات تک اس لیے چراغ (lamp) جلاتے ہیں کہ مرنے والا روز یہاں آتا ہے، اگر روشنی نہیں ہوتی تو گھبرا (یعنی پریشان ہو) کر چلا جاتا ہے یا گھر سے چراغ (lamp) جلا کر، اُس کی قبر تک لے جاتے ہیں تاکہ مرنے والا نہ گھبرائے، ان دونوں کاموں کے لیے چراغ جلانا، پیسے برباد کرنا اور اسراف ہے۔ یہ کام عملی بدعت (یعنی بُرا کام بھی ہے) اور یہ نظریہ عقیدے (beliefs) کی بھی بدعت (یعنی بُرا عقیدہ بھی) ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد۹، ص۵۰۲ ماخوذاً)

{5} جس طرح انتقال والے گھر پر عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ان کے کھانے وغیرہ کا اہتمام (arrangement)

میّت کے گھر والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ وہ کھانا فاتحہ وایصال ثواب نہیں ہے بلکہ وہ تو مہمان نوازی (hospitality)اور دعوت ہے۔ غم کے موقع (مثلاً انتقال ہو جانے) پر ایسی مہمان نوازی اور دعوت کی اجازت نہیں لہٰذا عُلمائے کِرام نے اسے بُری بدعت کہا ہے۔(فتاوی رضویہ، ج۹، ص۶۷۱، ماخوذاً)

{6}ہمارے ہاں جس طرح تقریبوں (events) پر آتش بازی (fireworks) کی جاتی ہے یہ بُری بدعت ہے۔(فتاوی رضویہ، ج۸، ص۵۸۴، ماخوذاً)

{7}نماز قضائے عمری کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں پڑھی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ ساری قضا نمازیں ادا ہو گئیں یہ بھی بُری بدعت ہے۔(فتاوی رضویہ، ج۸، ص۱۵۶، ملخصًا)

اچھی بدعت:

{1} اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں (followers) کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور رہبانیت (یعنی دنیا سے دوری) کو انہوں نے خود ایجاد کیا، ہم نے ان پر یہ مقرر (یعنی حکم) نہ کیا تھا۔ **ہاں!** اللہ (کریم) کی رضا (اور خوشی) طلب (یعنی حاصل) کرنے کے لیے (انہوں نے یہ بدعت ایجاد کی) پھر اس کی ویسی رعایت نہ کی (یعنی پورا نہ کیا) جیسی رعایت (یعنی پورا) کرنے کا حق تھا تو ان میں ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے نافرمان (disobedient) ہیں۔(پ۲۷، سورۃ الحدید، آیت۲۷)(ترجمہ کنزالعرفان) علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ کریم نے دنیا چھوڑنے کی برائی بیان نہیں کی بلکہ جس طرح دنیا چھوڑنی چاہیے تھی، اُس طرح نہ چھوڑنے کی بُرائی بیان فرمائی ہے(صراط الجنان، ج۹، ص۷۵۱، ملخصاً)۔ عُلَمائے کِرام یہ بھی فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ "بدعت" یعنی دین میں کسی ایسی بات کا نکالنا کہ وہ بات نیک ہو اور اس نیک کام سے اللہ کریم کی خوشی حاصل کرنے کی نیّت ہو تو بہتر اور ثواب کا کام ہے۔ ایسے کام کو جاری رکھنا (یعنی ہمیشہ کرتے رہنا) چاہیے، اسی کو "بدعتِ حَسَنَہ" کہتے ہیں۔(خزائن العرفان، الحدید، تحت الآیۃ:۲۷، ص۹۹۹، ملخصاً)

{2} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تمام اعمال کا ثواب نیّتوں سے ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیّت کی۔(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، الحدیث:۱، ج۱، ص۵)

{3} جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کریم کے یہاں بھی اچھا ہے۔(مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ج۲، ص۱۶، الحدیث:۳۶۰۰)

{4} جو نیا کام حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد ایجاد ہوا (یعنی بعد میں ہونے لگا)، مگر وہ نہ تو سنّت کے خلاف (against) ہو، نہ ہی دین اُسے منع کرتا ہو یعنی وہ کام جائز بھی ہو بلکہ وہ کام کوئی نیکی ہو تو اب وہ اچھی بدعت ہے۔(جاء الحق، ح۱، ص۱۷۷، ۱۷۸، مطبوعہ لاہور ماخوذاً)

اچھی بدعت کی مثالیں:

{1} **سبز گنبد:** جسے ہر عاشقِ رسول بار بار دیکھنا چاہتا ہے، یہ بھی اچھی بدعت ہے کیوں کہ وہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے کئی سو سال بعد بنا ہے۔

{2} اذان واقامت سے پہلے بِسْمِ اللہ اور درودِ پاک پڑھنا:

O فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو کام بِسْمِ اللہ سے شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا (incomplete) رہ جاتا ہے۔(کنز العمال، کتاب الاذکار، ج۱، ص۲۷۷، رقم الحدیث:۲۴۸۷، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

O فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو بھی اہم کام **اللہ** کریم کے ذکر اور اس کے بعد **درود شریف** سے شروع نہیں کیا جاتا وہ نامکمل، ادھورا اور برکت (blessing) سے خالی ہے۔(القول البدیع، ص۴۵۴)

O اذان واقامت سے پہلے درود میں یہ احتیاط (caution) کرنی چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد کچھ فاصلہ (gape) کرے پھر اذان یا اقامت کہے تاکہ درود شریف پڑھنے اور اذان واقامت کہنے کے درمیان فاصلہ (gap) ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان واقامت کی آواز سے کم رہے تاکہ دونوں کے درمیان فرق (diffreence) رہے اور درود شریف کو اقامت کا حصّہ (part) نہ سمجھا جائے (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۱۰۸ تا ۱۱۰ ملخصاً)۔ درود شریف پڑھنے کے بعد اذان توجُّہ (attention) سے سننے یا نماز سے پہلے موبائل بند

کرنے کا کہنا بھی ایک اچھا کام ہے کہ اس سے بھی درود شریف اور اذان وغیرہ میں(gap)ہو جاتا ہے۔

{3}انگوٹھے چومنا:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے جب مؤذّن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے سنا تو یہ دُعا پڑھی: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہ وَرَسُوْلُہ، رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیناً وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ نَبِیاً، پھر دونوں کلمے کی(یعنی انگوٹوں کے ساتھ والی) انگلیوں کے نیچے کا حصّہ چوم کر آنکھوں سے لگالیا، اس پر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے(صدیق) نے کیا اس کے لئے میری شفاعت(سفارش) حلال ہو جائے گی۔ (المقاصد الحسنۃ حروف الی حدیث ۱۰۲۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۴ مُلخصاً)

{4}بڑی راتوں میں عبادت:

○رجب میں ایک ایسی رات ہے جس میں عبادت کرنے والے کیلئے سو(100)سال کی نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور یہ رجب کی ستائیسویں(27th)رات ہے، جو اس رات بارہ(12)رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور(بارہ(12)رکعت پڑھنے کے بعد، نماز سے باہر یہ کلمات پڑھے)سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر سو(100)مرتبہ پڑھے اور اللہ پاک سے سو(100)مرتبہ استغفار کرے (مثلاً سو(100)مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہے) اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر سو(100)بار درود پڑھے اور اپنے لیے دنیا وآخرت میں سے جو چاہے مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو بے شک اللہ پاک اس کی سب دعاؤں کو قبول(accept) فرمائے گا، سوائے اس دعا کے جو گناہ کی ہو۔ (ما ثبت بالسنۃ، ص ۱۵۰، شعب الایمان، ج۳، ص ۳۷۴، حدیث: ۳۸۱۲)

○رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں(15th)رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت سے اللہ کریم فرماتا ہے اور(اپنی شان کے مطابق) اعلان کرتا ہے کہ: کوئی ہے مغفرت(یعنی بخشش)مانگنے والا ؟ تاکہ میں اس کو بخش دوں(یعنی مُعاف کر دوں)،

ہے کوئی رِزق مانگنے والا ؟ تاکہ میں اس کو رِزق (روزی وغیرہ) دوں ، ہے کوئی مصیبت والا کہ میں اس کو اس (مُصیبت) سے نجات دوں ۔ یہ اعلان فجر کا وقت شروع ہونے تک ہوتا رہتا ہے۔(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۰، حدیث: ۱۳۸۸ ملتقطاً)

{5}میلاد شریف منانا:

(۱)میلاد کا معنی ہے "پیدا ہونا" اور ہمارے ہاں جو میلاد شریف ہوتے ہیں، اُس کا مطلب پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل (اور ان کی شان کو) بیان کرنا ہے چاہے دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں لوگ ہوں۔ اس محفل میں قرآنِ پاک کی تلاوت ہوتی ہے، اللہ کریم کی حمد (یعنی تعریف) ہوتی ہے، اللہ کریم کے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں، قرآن وحدیث سے اُن کی شان بیان کی جاتی ہے اُن پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا (یعنی پڑھا) جاتا اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی بات بھی ناجائز نہیں اور یہ سب الگ الگ ثواب کے کام ہیں۔ تو جب یہ ثواب کے کام مل جائیں تو یہ محفل ناجائز کیسے ہو جائے گی؟

(۲)صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ نے بھی مل کر سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر کیا ہے جیسا کہ **حدیثوں کی چھ (6) بہت اہم کتابوں (Important books) میں سے "نسائی شریف" میں ہے کہ** جنّتی صحابی، حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے صحابہ (رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ) کے ایک حلقے (یعنی یہ حضرات مل کر بیٹھے تھے، اُس) کے قریب سے گزرے تو ان سے پوچھا: تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا ہے؟ انہوں نے عرض کی: **ہم اس لیے بیٹھے ہیں تاکہ** ہم اللہ کریم کو پکاریں اور اس کی اس بات پر حمد (یعنی تعریف) کریں کہ اُس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی (کہ ہم مسلمان ہوئے) اور **آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ذریعے، ہم پر احسان کیا۔** (یہ سن کر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تمہیں اللہ (کریم) کی قسم! کیا تم صرف اسی کام کے لیے بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ نے عرض کی: اللہ کریم کی قسم! ہم اسی کام کے لئے بیٹھے ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے تم سے تہمت (slander) کی وجہ سے حلف (قسم) نہیں اٹھوایا (یعنی تمھیں جھوٹا نہیں سمجھتا) بلکہ میرے پاس جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے اور انہوں نے مجھ سے عرض کی: اللہ کریم فرشتوں کے

سامنے تم پر فخر فرماتا(یعنی خوش ہوتا) ہے۔(سنن نسائی ج۸، ص۲۴۹)

(۳)حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کہتی ہیں اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (جنّتی صحابی) حسان بن ثابت (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) کے لئے مسجد میں منبر لگاتے (یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعے کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں) اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (کی نعتیں پڑھتے اور) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان کے خلاف (against) بولنے والوں کا جواب دیتے، پھر اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے کہ جب تک حسان (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) اللہ کے رسول کے خلاف (against) بولنے والوں کے جواب دیتے ہیں روحُ القدس (یعنی جبریل عَلَیْہِ السَّلَام) ان کے ساتھ ہوتے ہیں (سنن ابو داود، ج۴، ص۳۰۴، بیروت)۔ عُلمائے کِرام فرماتے ہیں کہ اِنْ شَاءَ اللہ! (یعنی اللہ کریم نے چاہا تو) قیامت کے دن سارے نعت خوان، حضرت حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے کیونکہ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔(پارہ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۱)(مراۃ، ج۱، ص۱۸۶ سوفٹ ایئر، مُلخصاً)

(۴)اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پیر شریف کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔(صحیح مسلم، ص۵۹۱، حدیث:۱۱۶۲)

(۵)ربیع الاوّل کے مہینے میں خاص طور پر میلاد شریف کی محفلیں ہوتی ہیں کیونکہ یہ وہی برکت والا (blessed) مہینا ہے کہ جس میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اس مہینے میں عاشقانِ رسول، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم (respect) کیلئے، پرچم لگاتے، گھروں کو سجاتے، روشنیاں کرتے اور بارہ (12) ربیع الاوّل کو (مل کر جھنڈے وغیرہ لے کر) جلوس بھی نکالتے ہیں۔

(۶)اللہ کریم فرماتا ہے: اور اپنے ربّ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(پ۳۰، سورۃ الضحٰی، آیت:۱۱)(ترجمہ کنز العرفان)

(۷)اللہ کریم نے یہ بھی فرمایا: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ

جمع کرتے ہیں۔(پ ۱۱، سورۃ یونس، آیت:۵۸)(ترجمہ کنز العرفان)

(۸)عقل(سمجھ، محبّت)کا بھی تقاضا(demand)ہے کہ میلاد شریف منانا چاہیے کیونکہ اس کے بہت سے فائدے ہیں، ان فائدوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں(خصوصاً سمجھدار بچوں۔ especially wise children)کے دل میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضائل اور اُن کی شان سن کر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت بڑھتی ہے۔(جاء الحق، ج۱، ص۱۹۵، مطبوعہ لاہور، مُلخصاً)

(۹)اگر ہم یہ دن مناتے ہیں تو کیا غیر مسلموں پر اسلام کی شان ظاہر نہیں ہوتی؟ کیا دنیا کو یہ پتا نہیں چلتا کہ مسلمانوں کو اپنی نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بہت زیادہ محبّت ہے؟

(۱۰)دین حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی باتوں پر ایمان(believe)لانے ہی کا نام ہے اور یہی دین حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی باتیں ماننے کا پیغام ہے، تو دین سے تعلق(relation)مضبوط(strong)کرنے کے لیے حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت لازم ہے اور محفلِ میلاد اور ربیع الاوّل کا خرچہ، اس محبّت کے اضافے(increases)کا سبب ہے، تو کیا یہ کام دین میں اچھا نہیں ہے؟

نوٹ: دینِ اسلام نے جن جن باتوں سے منع کیا ہے، میلاد شریف میں ان باتوں کا نہ ہونا ضروری ہے۔ مثلاً ○عورتوں اور مردوں کا بے پردہ، غیر مردوں کے ساتھ کسی محفل میں شریک ہونا○راستے روک کر محفلِ میلاد کرنا○اسپیکر(speaker)کی اتنی اونچی آواز رکھنا کہ محلے والوں اور پڑوسیوں کی تکلیف(trouble)کا سبب بنے○عورتوں کا مائیک پر نعتیں پڑھنا اور آواز کا غیر مردوں تک جانا○کسی قسم کا میوزک چلانا○چوری کی بجلی استعمال کرنا○زبردستی(by force)چندہ کرنا○لنگر(کھانا وغیرہ)پھینکنا○غیر شرعی اشعار اور کلام پڑھنا○غلط روایات یا غیر شرعی باتوں کا سننا، سنانا○کسی کا رات دیر تک محفلوں میں رہنا اور فجر کی نماز قضا کر دینا یا واجب ہونے کے باوجود شرعی اجازت کے بغیر، مرد کا گھر پر نماز پڑھنا اور مسجد نہ جانا، وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے: ہم بُرائی کو ختم کریں گے، نیک کام بند نہیں کریں گے۔ شادی کی غلط رسموں(رواج۔customs)کو ختم کیا جائے گا، شادیاں بند نہیں کی جائیں گی۔ اگر نفل نماز پڑھنے میں کوئی غلطیاں کر رہا ہے تو نفل نماز پڑھنا

نہیں چھوڑیں گے بلکہ نماز کی غلطیاں، درست (یعنی صحیح) کریں گے۔

{6} تعویذ اور دم:

(۱) کسی بھی بیماری سے شفاء(recovery) اللہ کریم کے علاوہ(other) کوئی بھی نہیں دے سکتا مگر اللہ کریم ہی نے ان بیماریوں سے شفا پانے کے راستے بنائے ہیں، ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، وہ دوا(medicine) بتاتے ہیں مگر شفاء اللہ کریم ہی دیتا ہے۔ انسان جڑی بوٹیوں (herbs and shrubs) کے ذریعے ہزاروں سال سے علاج کر رہا ہے مگر انہیں پیدا کرنے والا اللہ کریم ہی ہے۔

(۲) اسی طرح کچھ علاج روحانی ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ کریم نے قرآنِ پاک میں فرمایا، ترجمہ (Translation): اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ (پ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۸۲)(ترجمہ کنزالعرفان) عُلمائے کِرام اس آیت کے بارے میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ: قرآنِ پاک سے ظاہری و باطنی صحت (eng) بھی ملتی ہے۔ (صراط الجنان، ج۵، ص۵۰۱، مُلخصاً) یعنی قرآنِ پاک سے شفاء ملنا بھی اللہ کریم کی طرف سے ہے۔

(۳) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: قرآنِ پاک بہترین دوا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث ۳۵۲۳، بیروت)

(۴) فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: جب تم میں سے کوئی نیند میں ڈر جائے تو کہے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ (ترجمہ: میں ایسے جملے کے ساتھ اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں کہ جو مکمل اور پوری بات ہیں، اللہ کریم کے غضب (یعنی اُس کے جلال) سے، اللہ کریم کے عذاب (punishment) اور اللہ کریم کے بندوں کے شر اور فساد (یعنی نقصان و جھگڑوں) سے اور شیطانوں کے اُن وسوسوں سے (اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں) کہ جو وسوسے وہ (شیطان) ہمیں ڈالتا ہے۔ (سنن الترمذی ج۵، ص۵۴۱، حدیث ۳۵۲۸، بیروت)

(۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یہ دعا بالغ (wise, grownup) بچوں کو سکھاتے اور نابالغ (یعنی چھوٹے بچوں) کے لیے لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈال دیتے۔(سنن الترمذی، حدیث ۳۵۲۸، مُلخصاً)

(۶) اگر سونے سے پہلے یہ دعا(اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔۔۔) پڑھ لی گئی تو برے خواب سے بچے گا اور() اگر برا خواب دیکھ کر پڑھی تو اُس خواب کا کوئی اثر (affect)نہ ہو گا، اِنْ شَاءَاللّٰہ!۔ اس حدیث سے کچھ باتیں پتا چلیں : ایک یہ کہ قرآنی آیتوں، اللہ کریم کے پاکیزہ ناموں اور قرآن وحدیث میں آنے والی دعاؤں کا جو فائدہ پڑھنے سے ہوتا ہے وہ ہی فائدہ (اللہ کریم کے فضل و کرم سے) لکھ کر ساتھ رکھنے سے بھی ہوتا ہے۔ گرمی اور لُو (extreme hot wind) میں لوگ اپنے ساتھ پیاز(onoin) رکھتے ہیں تو لُو (یعنی گرم ہواؤں کے نقصان) سے بچ جاتے ہیں، جب پیاز لُو(یعنی گرم ہوا) سے بچا سکتی ہو تو اللہ کریم کے پاکیزہ نام پاس رکھنے سے مصیبتوں، پریشانیوں اور بلاؤں سے حفاظت کیوں نہیں ہو سکتی؟؟؟ دوسری بات جو اس حدیث شریف سے پتا چلی وہ یہ کہ تعویذ لکھنا اور ہاتھ یا گلے میں باندھنا سنّتِ صحابہ ہے۔(مراۃ، ج۴، ص۹۳ سوفٹ ائیر، مُلخصاً)

(۷) اُمُّ المؤمنین (یعنی ہماری پیاری امّی جان!) حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اس بات میں کوئی حرج (یعنی برائی یا گناہ وغیرہ) نہیں سمجھتی تھیں کہ پانی میں تعویذ ملایا جائے اور پھر اس سے بیماری کا علاج کیا جائے۔(شرح السنۃ البغوی، ص۱٦٦، بیروت)

(۸) حضرت ابُوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوئے (یعنی آئے) اور عرض کی: یارَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کیا آپ کو بخار (fever) ہے؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں! تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے ان الفاظ کے ساتھ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دم کیا: بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنِ حَاسِدٍ() اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ (ترجمہ: اللہ کریم کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے (حفاظت(protection) کے لیے) جو آپ کو تکلیف پہچائے، ہر جاندار(living thing) ، ہر نظر بد(یعنی بری نظر) اور

حسد(jealousy) کرنے والے کے شر (اور نقصان) سے۔ اللہ کریم آپ کو شفاء دے، میں اللہ کریم کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں)۔(صحیح مسلم، حدیث۲۱۸۶،بیروت، مُلخصاً)

(۹) حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا فرماتی ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھے نظر بد (یعنی بُری نظر ختم کرنے) کے لیے حکم دیا(صحیح البُخاری، حدیث۵۷۳۸،بیروت)۔ عُلمائے کِرام فرماتے ہیں کہ: دم کے الفاظ دین و شریعت کے مطابق ہوں تو دم کرنا دوسرے مسلمان کو فائدہ پہچانا اور نیکی کا کام ہے، جیسا کہ **حدیث شریف کی بہت اہم کتاب(Important book)"مسلم شریف" میں ہے کہ** کچھ صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ بچھو(scorpion) کے کاٹنے پر دم کیا کرتے تھے تو مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے وہ "دم" اُن حضرات سے سنا پھر فرمایا: میں اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا(یعنی اس طرح "دم" کرنے میں کوئی برائی نہیں)، جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو وہ (انہیں فائدہ) پہنچائے۔(صحیح مسلم، حدیث۲۱۹۹،مُلخصاً)

(۱۰) کچھ حدیثوں میں جو "تعویذ" استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جن میں ناجائز الفاظ ہوں، جو زمانہ جاہلیت (یعنی جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان نہیں فرمایا تھا، اُس وقت) میں کیے جاتے تھے(بہارِ شریعت ح۱۶، ص۶۵۲،مسئلہ ۲،مُلخّصاً)۔ ان تعویذوں میں شرکیہ (یعنی جھوٹے خدا کی عبادت یا ان کو اپنا ربّ جانتے ہوئے مدد مانگنے کے) الفاظ ہوتے تھے، ایسے تعویذ کو بنانا یا استعمال کرنا سب حرام ہے(مراۃ، ج۶،ص۳۹۱،سوفٹ ائیر،مُلخصاً)۔ اسی طرح اگر تعویذ کو مؤثر حقیقی مان لیا جائے(یعنی اگر کوئی یہ عقیدہ (belief) رکھے کہ یہ تعویذ اللہ کریم کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے شفا دیتے ہیں تو جب) ربّ سے نظر ہٹ جائے (اور کسی دوسرے کو اللہ کریم کی عطاء کے بغیر مدد کرنے والا مان لیا جائے) تو اب یہ شرک ہے (مراۃ، ج۶، ص۳۹۳ سوفٹ ائیر،مُلخصاً)۔ یہ بات تو ہر عقل رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ تعویذ ہو یا کوئی نیک بندہ ہو یا کوئی پیر صاحب ہوں یا کوئی ولی ہوں یا اہلِ بیت میں سے ہوں یا صحابی ہوں یا نبی ہوں، کوئی مسلمان بھی ان میں سے کسی کو خدا نہیں سمجھتا بلکہ مسلمان تعویذ اس لیے لیتے ہیں تاکہ اللہ کریم کے کلام(یعنی قرآنِ پاک) یا اللہ کریم کے

ناموں سے برکت(blessing)لیں۔ اسی طرح مسلمان، نیک لوگوں کو اللہ کریم کا نیک بندہ، ولی کو اللہ کریم کا ولی بلکہ نبی کو اللہ کریم کے نبی کہتے ہیں، تو اللہ کریم کو اپنا ربّ ماننے والے، تعویذ کو یا ولی کو یا نبی کو اللہ کریم کی مدد، اللہ کریم کے حکم یا اللہ کریم کی عطاء کے بغیر خود مسئلے حل کرنے والا یا اپنی طرف سے شفاء دینے والا کیسے مان سکتے ہیں؟؟؟ ہم اللہ کریم کے بندے، اس کے محبوب کے غلام، صحابہ و اہل بیت سے محبّت کرنے والے، اَوْلِیَائے کِرام کی تعظیم(respect) اور عُلمائے کِرام کی عزّت کرنے والے، مسلمان ہیں۔ ہمارے دل کے کسی حصّے میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی کہ اللہ کریم کے علاوہ(except) کوئی بھی کسی طرح کی بہتری اپنی طرف سے ہمیں دے سکتا ہے۔ **یاد رہے!** یہ سب وسیلہ (واسطہ) اور راستے ہیں کہ جو ہمیں اللہ کریم کی رحمت سے ملا دیتے ہیں، اللہ کریم خود قرآنِ پاک میں فرماتا ہے، ترجمہ(Translation): اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۳۵) (ترجمہ کنز العرفان)

(۱۱) شوہر اور بیوی میں لڑائی کروانے (یا اس طرح کے ناجائز کاموں) کے لیے تعویذ کرنا حرام ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج۵، ص۱۰۱، مُلخصاً)۔ **یاد رہے!** تعویذ ہو یا کوئی اور بات، کُفریہ جملہ بولنا یا اُس پر راضی(agree) رہنا کُفر اور ایمان برباد کرنے والا کام ہے۔